بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

R.N:5310 -2082/2083

Salmankhan Salmankhan

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

جلد نمبر ۱ VOL:(1)

weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

۹/اپریل ۲۰۲۶ مطابق ۲۰/شوال المکرم ۱۴۴۷ھ ۲۶ گتے چیت

شمارہ نمبر ۸۴ ISSUE (84)

ایران جنگ بندی اعلان: ٹرمپ کے فیصلے پر امریکہ میں اختلاف کی لہر، کہیں حمایت تو کہیں تنقید

واشنگٹن: (ایجنسیاں)

امریکہ اور ایران کے درمیان دو ہفتوں کے جنگ بندی اعلان کے بعد امریکی سیاسی حلقوں میں شدید اختلافات دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے اس فیصلے کو کچھ قانون سازوں نے سفارتکاری کی پیش رفت قرار دیا ہے، جبکہ دیگر نے اسے غیر واضح حکمت عملی اور خطرناک رجحان سے تعبیر کیا ہے۔ اعلان کے مطابق واشنگٹن اور تہران نے دس نکاتی فریم ورک پر کام کرنے اور آبنائے ہرمز کو دوبارہ کھولنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، جو عالمی تیل سپلائی کے لیے انتہائی اہم راستہ سمجھا جاتا ہے۔ اس پیش رفت کو بعض ریپبلکن رہنماؤں نے امریکی فوجی دباؤ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ ریپبلکن رکن کانگریس مورگن گریفتھ نے صدر ٹرمپ کے اقدام کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ امریکی افواج کی مؤثر کارروائیوں نے ایران کو مذاکرات کی میز پر آنے پر مجبور کیا۔ ان کے مطابق اس جنگ بندی کا اصل مقصد یہ یقینی بنانا ہونا چاہیے کہ ایران کبھی بھی جوہری صلاحیت حاصل نہ کر سکے۔

اسی طرح پنسلوانیا سے تعلق رکھنے والے رکن کانگریس برائن فٹز پیٹرک نے اس پیش رفت کو ایک محتاط مگر ضروری قدم قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ سفارتکاری ہمیشہ اولین ترجیح ہونی چاہیے اور اگر یہ معاہدہ انسانی جانوں کے تحفظ اور سنجیدہ مذاکرات کے لیے موقع فراہم کرتا ہے تو اسے مثبت سمجھنا چاہیے، تاہم انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ صورتحال پر کڑی نظر رکھنا ضروری ہے۔ دوسری جانب ریپبلکن سینیٹر لنڈسے گراہم نے بھی محتاط حمایت کا اظہار کیا، لیکن ساتھ ہی خبردار کیا کہ کسی بھی نتیجے پر جلد پہنچنا مناسب نہیں ہوگا۔ ان کے مطابق اگر سفارتکاری سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں تو اسے ترجیح دی جانی چاہیے، مگر ہر دعوے اور حقیقت کو اچھی طرح پرکھنا لازمی ہے۔ اس کے برعکس کئی ڈیموکریٹ رہنماؤں نے صدر ٹرمپ کی پالیسیوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ انڈیانا کے رکن کانگریس فرینک مروان نے کہا کہ ایران کے حوالے سے صدر کے یکطرفہ اقدامات نہ صرف غیر ذمہ دارانہ ہیں بلکہ انہوں نے صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ان کے مطابق اس تنازع میں امریکہ کے واضح مقاصد نظر نہیں آئے اور اس کا کوئی منطقی انجام بھی سامنے نہیں آ رہا تھا، جبکہ امریکی فوجی اب بھی خطرے میں ہیں۔ کیلیفورنیا سے تعلق رکھنے والے رکن کانگریس کیون کائلی نے بھی کانگریس کے کردار کو نظرانداز کیے جانے پر تشویش ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کو کسی بھی صورت میں ایسی پالیسی اختیار نہیں کرنی چاہیے جو دیگر اقوام کو تباہ کرنے کی دھمکی پر مبنی ہو، اور جاری فوجی کارروائیوں پر نگرانی کانگریس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح الاسکا سے سینیٹر لیزا مرکوسکی نے صدر کی بیان بازی کو امریکی اقدار کے خلاف قرار دیا۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اس طرح کے بیانات نہ صرف عالمی سطح پر بلکہ اندرون ملک بھی امریکی شہریوں کے لیے خطرات پیدا کر سکتے ہیں۔ ایریزونا کے سینیٹر روبن گالیگو نے بھی اسی نوعیت کے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی "مکمل تہذیب" کو ختم کرنے کی دھمکی دینا نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ بین الاقوامی قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ یہ جنگ بندی ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب خلیجی خطے میں کشیدگی عروج پر ہے اور آبنائے ہرمز کی بندش کے خدشات نے عالمی توانائی بازاروں کو متاثر کیا ہے۔ اس راستے سے دنیا کے ایک بڑے حصے کو تیل کی فراہمی ہوتی ہے، جس میں ہندوستان بھی شامل ہے، جو اس خطے سے تیل کی درآمد پر کافی حد تک انحصار کرتا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو صدر ٹرمپ کا یہ فیصلہ امریکی سیاست میں واضح تقسیم کو ظاہر کرتا ہے، جہاں ایک طرف اسے سفارتی کامیابی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، تو دوسری طرف اسے غیر محتاط اور خطرناک حکمت عملی قرار دیا جا رہا ہے۔ آنے والے دنوں میں یہ واضح ہوگا کہ آیا یہ جنگ بندی دیرپا امن کی طرف قدم ثابت ہوتی ہے یا محض ایک عارضی وقفہ۔

یہ جنگ کے اختتام کی علامت نہیں، ہماری انگلیاں اب بھی ٹریگر پر ہیں: سپریم لیڈر مجتبیٰ خامنہ ای

تہران: (ایجنسیاں) امریکہ اور ایران کے درمیان دو ہفتوں کی جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا ہے، تاہم ایران نے واضح کیا ہے کہ یہ جنگ کے خاتمے کا اعلان نہیں ہے۔ ایران کے سپریم لیڈر مجتبیٰ خامنہ ای نے جنگ بندی کے اعلان کے بعد اپنے بیان میں کہا کہ "یہ جنگ کے اختتام کی علامت نہیں، ہماری انگلیاں اب بھی ٹریگر پر ہیں، اگر کسی بھی جانب سے جارحیت ہوئی تو پوری قوت سے جواب دیا جائے گا۔" ایرانی میڈیا کے مطابق انہوں نے تمام فوجی یونٹس کو فوری طور پر فائر بندی پر عمل کرنے کی ہدایت بھی دی ہے۔ دوسری جانب امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اعلان کیا کہ پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف کی تجویز پر ایران کے ساتھ دو ہفتوں کی جنگ بندی پر اتفاق کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران نے آبنائے ہرمز کو کھولنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، جس کے باعث اس مدت کے دوران کسی بھی قسم کی فوجی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

ٹرمپ نے امید ظاہر کی کہ یہ مہلت ایران کے ساتھ مستقل امن معاہدے اور مشرق وسطیٰ میں استحکام کے قیام کی راہ ہموار کرے گی۔ ان کے مطابق ایران کی جانب سے پیش کی گئی ۱۰ نکاتی تجاویز، جن میں ہرمز پر کنٹرول برقرار رکھنا، پابندیوں کا خاتمہ اور عدم جارحیت شامل ہے، مجموعی طور پر مثبت ہیں۔

اسی پیش رفت کے تحت ایران نے بھی جنگ بندی پر رضامندی ظاہر کر دی ہے، جس کے بعد خطے میں کشیدگی میں عارضی کمی کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

حکومت پر کے پی اولی کا ۱۳ دن غیر قانونی طور پر قید رکھنے کا الزام

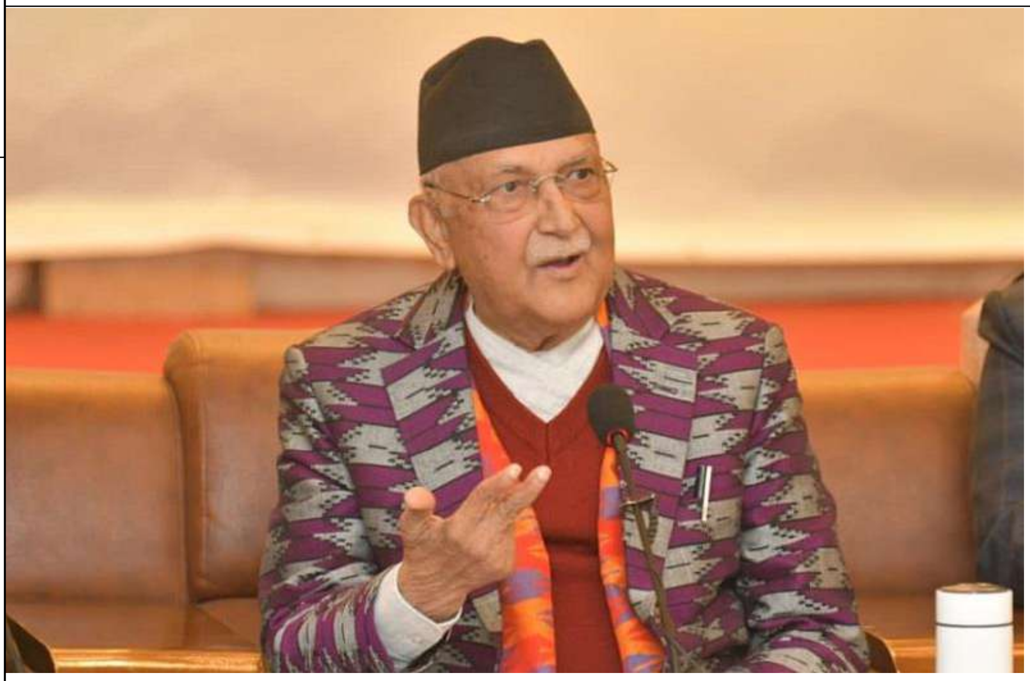

شفیق رضا

کاٹھمانڈو: (CPN-UML) کے چیئرمین اور سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی نے الزام لگایا ہے کہ حکومت نے تعصب اور انتقامی جذبے کے تحت فوجداری الزامات عائد کر کے انہیں ۱۳ دن تک غیر قانونی طور پر قید میں رکھا۔

سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ میں اولی نے یہ بات سپریم کورٹ کے حکم پر ضمانت پر رہا ہونے کے بعد کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ حکومت نے ان پر فرد جرم عائد کی، لیکن عدالت میں مقدمہ چلانے کے لیے کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر وہ رہا ہو گئے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ 'اگرچہ حکومت نے تعصب اور انتقامی جذبے کے تحت فوجداری الزامات عائد کر کے ۱۳ دن تک غیر قانونی طور پر قید میں رکھا، لیکن مقدمہ چلانے کے لیے کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر میں رہا ہو گیا ہوں۔ "میں ان تمام انصاف پسند بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری رہائی کے لیے آواز اٹھائی، ان وکلاء دوستوں کا جو قانونی جنگ میں دن رات میرے ساتھ رہے، انصاف کے کارکنان، اور مختلف سیاسی جماعتوں، رہنماؤں اور میڈیا کے نمائندوں کا جنہوں نے انصاف کے حق میں وکالت کی۔ میں جاری کردہ حکم امتناعی کے لیے معزز سپریم کورٹ کا بھی انتہائی احترام کرتا ہوں۔ "میں پولیس انتظامیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے پولیس کی تحویل میں مجھ سے انسانی سلوک کیا، اور تریبھوون کالج ہسپتال کے عملے کا جنہوں نے میرے علاج میں حصہ لیا۔ "میں ان تمام زخمیوں کی جلد صحت یابی کی دعا کرتا ہوں جنہیں میری رہائی کا مطالبہ کرنے والوں پر شدید تشدد کے دوران زخمی کیا گیا تھا۔ ریاست کو ان کے علاج کے اخراجات برداشت کرنے چاہئیں، اور اگر ریاست اس میں غفلت برتتی ہے تو پارٹی علاج کے اخراجات برداشت کرے گی۔' انہوں نے بتایا کہ وہ ناساز صحت کی وجہ سے چند دن ہسپتال میں زیر علاج رہیں گے، اور اس وقت نیک خواہشات اور نیک تمناؤں کا اظہار کرنے والے پارٹی کے تمام رہنماؤں، کارکنوں اور تمام خیر خواہوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

میرے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی گئیں، وقت کے ساتھ ساتھ حقیقتیں کھلتی جائیں گی: دیوبا

شفیق رضا

کاٹھمانڈو: نیپالی کانگریس کے سابق صدر اور سابق وزیر اعظم شیر بہادر دیوبا نے اپنے اور اپنے خاندان کی جائیداد سے متعلق تحقیقات کے بارے میں سامنے آنے والے معاملات پر وضاحت پیش کی ہے۔ سابق صدر دیوبا نے سوشل میڈیا کے ذریعے بتایا کہ انہیں میڈیا سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان اور ان کے خاندان کے خلاف منی لانڈرنگ سے متعلق تحقیقات شروع کی گئی ہیں، اور انہوں نے جائیداد سے متعلق معاملات میں غلط اور جھوٹی تشہیر کا دعویٰ کیا ہے۔ دیوبا نے اس بات پر زور دیا کہ نیپال کے قانون کے مطابق، عوامی عہدے پر رہتے ہوئے ان کی جائیداد کی اصل تفصیلات متعلقہ سرکاری اداروں کو پیش کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی جمہوری حکمرانی، قانون کی حکمرانی، آزاد عدلیہ اور شفافیت کے لیے جدوجہد کی ہے، اور ان کی زندگی "کھلی کتاب" کی طرح ہے۔

دیوبا نے کہا کہ انہوں نے بدعنوانی سے پاک معاشرے کی تعمیر اور گڈ گورننس کے قیام کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ انہوں نے یاد دلایا کہ جب وہ ۱۹۹۲ میں وزیر داخلہ تھے تو انسداد بدعنوانی کمیشن ایکٹ نافذ کیا گیا تھا، اور جب وہ ۲۰۰۲ میں وزیر اعظم تھے تو انسداد بدعنوانی ایکٹ نافذ کیا گیا تھا، اور کہا کہ حقیقت وقت کے ساتھ ساتھ واضح ہوتی جائے گی۔ دیوبا نے یہ بھی بتایا کہ وہ فی الحال علاج کے لیے بیرون ملک ہیں اور علاج جاری ہے۔

دیوا کا بیان پبلک کے نام محترم بھائیو، بہنو اور دوستو، مجھے میڈیا سے یہ معلوم ہوا ہے کہ میرے اور میرے خاندان کے خلاف منی لانڈرنگ سے متعلق تحقیقات شروع کی گئی ہیں۔

میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اور میرے خاندان کے بارے میں جائیداد کے معاملات میں غلط اور جھوٹی تشہیر کی جا رہی ہے۔ میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ نیپال کے قانون کے مطابق، ہم نے عوامی عہدے پر رہتے ہوئے اپنی جائیداد کی اصل تفصیلات متعلقہ سرکاری اداروں کو پیش کی ہیں۔ میں نے اپنی پوری زندگی ملک میں جمہوری حکمرانی، قانون کی حکمرانی، آزاد عدلیہ، شفافیت، اور ریاست کے تمام اداروں کے آزاد اور قابل ہونے کے لیے جدوجہد کی ہے۔ میری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ میں نے بدعنوانی سے پاک معاشرے کی تعمیر اور گڈ گورننس اور شفافیت کو قائم کرنے کے لیے اقدامات کیے ہیں، اور میری وزارت داخلہ کے دوران ۱۹۹۲ میں انسداد بدعنوانی کمیشن ایکٹ اور میری وزیر اعظم شپ کے دوران ۲۰۰۲ میں انسداد بدعنوانی ایکٹ نافذ کیا گیا۔

میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم فی الحال طبّی علاج کے لیے بیرون ملک ہیں اور علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ حقیقت وقت کے ساتھ ساتھ واضح ہوتی جائے گی۔

نیشنل اسمبلی کی نو منتخب نائب صدر بھنڈاری نے حلف اٹھا لیا

شفیق رضا

کاٹھمانڈو: نیشنل اسمبلی کی نو منتخب نائب صدر لیلا بھنڈاری نے حلف اٹھا لیا ہے۔ صدر رام چندر پوڈیل کی موجودگی میں منعقدہ ایک تقریب میں بھنڈاری نے شیتل نیواس، ایوان صدر میں نیشنل اسمبلی کے چیئرمین نارائن پرساد دہال کے سامنے حلف اٹھایا۔ تقریب میں نائب صدر رام سہائے پرساد یادو، وزیر اعظم بالیندر شاہ، ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز کے اسپیکر ڈول پرساد اریال، قائم مقام چیف جسٹس سپنا پردھان مل اور دیگر نے شرکت کی۔ اے ایم اے کی رکن پارلیمنٹ بھنڈاری نیشنل اسمبلی کی نائب صدر بلا مقابلہ منتخب ہوئی تھیں۔

اقوام متحدہ نے شہری اہداف کو نشانہ بنانے کو جنگی جرم قرار دیا

نیویارک:(ایجنسیاں)۔جان بوجھ کر شہریوں کو ہدف بنانا اور شہری انفراسٹرکچر کو جنگی کارروائیوں کا نشانہ بنانا جنگی جرم ہے۔یہ باتیں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے سربراہ وولکر ترک نے کہیں۔ان کا یہ بیان صدر ٹرمپ کے ایران کے خلاف جاری اپنی جنگ میں دیے گئے ان بیانات کے بعد سامنے آیا ہے۔صدر ٹرمپ نے کہا تھا کہ وہ ایرانی پلوں اور توانائی کی تنصیبات کو نشانہ بنائیں گے اور ایک ہی رات میں ایرانی تہذیب کا خاتمہ کر دیں گے۔وولکر ترک کا یہ بیان منگل کے روز سامنے آیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں جاری جنگ کے تناظر میں دی جانے والی دھمکی دینا کہ جان بوجھ کر شہریوں اور شہری انفراسٹرکچر کو نشانہ بنانا جنگی جرم ہے۔انہوں نے کہا'جو بھی بین الاقوامی قانون کے جرائم کا ذمہ دار ہوگا مجاز عدالت کے سامنے جوابدہ ہوگا۔اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سربراہ کا یہ بیان امریکی صدر کی طرف سے ایران کو دی گئی ڈیڈ لائن کے ختم ہونے سے محض چند گھنٹے پہلے سامنے آیا ہے۔کہ اگر ایران نے امریکہ کے ساتھ سمجھوتہ نہ کیا تو ایران کے طول و عرض میں انفراسٹرکچر سے متعلق مقامات کو بمباری کا نشانہ بنائے گا۔ان کی یہ دھمکی 'ٹروتھ سوشل' پر سامنے آئی تھا۔تاہم انسانی حقوق سربراہ نے اس بیان میں صدر ٹرمپ کا نام لیا اور نہ ہی متعلقہ ممالک کا نام لیا ہے۔امریکہ اور اسرائیل نے ایران کے خلاف ۲۸ فروری کو جنگ شروع کی تھی۔ تاہم وولکر ترک نے کہا وہ مشرق وسطیٰ کی اس جنگ کے دوران فریقین کی طرف سے سامنے آنے والے بیانات کی مذمت کرتے ہیں۔انہوں نے تہذیب کے خاتمے سے متعلق بیان کا بطور خاص ذکر کیا۔یہ بیانات اور دھمکی سنگین بین الاقوامی جرم ہے۔اس لیے انہوں نے مطالبہ کیا کہ شہریوں کو خوف زدہ کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے کی کوششوں اور کارروائیوں کو فوری روکا جانا چاہیے۔کشیدگی کو فوری کم کیا جائے اور شہریوں کی زندگیوں کو لاحق خطرات دور کیے جائیں

سیز فائر سے پوری دنیا خوش سوائے رضا پہلوی کے

واشنگٹن:(ایجنسیاں) امریکہ اور ایران کے درمیان سیز فائر سے پوری دنیا نے راحت کی سانس لی ہے۔تاہم امریکہ میں بیٹھے ایران کے جلاوطن ولی عہد شہزادہ رضا پہلوی صدمے میں ہیں۔اس جنگ بندی سے سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی ہے۔۲۸ فروری کو امریکہ کے حملے کے ساتھ انہوں نے کئی خواب سجالئے تھے، جس پر فی الحال بریک لگ گیا ہے۔رضا پہلوی، سپریم لیڈر رہے آیت اللہ علی خامنہ ای کے اقتدار کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔ جنگ کے درمیان انہوں نے واضح کیا تھا کہ وہ ایران کو جمہوریت کی طرف لے جانے کے لئے تیار ہیں اور ان کا ہدف ایران کو امریکہ کا اسٹریٹجک پارٹنر بنانا ہے۔رضا پہلوی کے بہت سے بیانات سے تو ایسا لگتا تھا کہ ایران کے اقتدار سے آیت اللہ علی خامنہ ای کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب وہ بس گدی پر بیٹھنے والے ہیں۔ پہلوی نے ایران کے لوگوں سے یہاں تک کہا تھا کہ جیسے ڈونلڈ ٹرمپ امریکہ کو پھر سے عظیم بتا رہے ہیں، ویسے ہی وہ اپنے بہادر ملک کے باشندوں کے ساتھ مل کر ایران کو پھر سے عظیم بنائیں گے۔جنگ بندی سے پہلے رضا پہلوی نے کیا کہا؟ سیز فائر سے پہلے رضا پہلوی نے ایکس پر ایک پوسٹ کیا تھا، جس میں انہوں نے ایران کے سیکورٹی اہلکاروں سے ایک اپیل کی تھی۔انہوں نے اپنے میسیج کے ذریعہ حب الوطنی کا جذبہ جگایا۔رضا پہلوی نے کہا کہ آپ اس سرزمین کے محب وطن اور مشہور کمانڈروں کے وارث ہیں۔جلاوطن ولی عہد شہزادہ رضا اس سے قبل، جب ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کو امریکہ اور اسرائیل کے مشترکہ فوجی حملے میں ہلاک کیا گیا تھا تو رضا پہلوی نے کہا تھا کہ انہیں اپنے وطن سے دور ہوئے ۴۷ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دنیا بھر میں بہت سے لوگ ان کی تصویر لئے گھوم رہے تھے، ان سے واپس لوٹنے کی گزارش کر رہے ہیں اور انہیں اپنا لیڈر بتا رہے ہیں۔

ای سی آئی نے 'انٹرنیشنل الیکشن وزیٹر پروگرام' کا کیا آغاز

۲۳ ممالک کے مندوبین کریں گے شرکت

بھارت:(نیوز ایجنسی)
الیکشن کمیشن آف انڈیا (ای سی آئی) نے آسام، کیرلم اور پڈوچیری اسمبلی انتخابات کے مد نظر انٹرنیشنل الیکشن وزیٹر پروگرام (آئی ای وی پی) ۲۰۲۶ کی شروعات کر دی ہے۔چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار نے الیکشن کمشنر ڈاکٹر ایس ایس سندھو اور ڈاکٹر وویک جوشی کے ساتھ انڈیا انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ڈیموکریسی اینڈ الیکشن مینجمنٹ (آئی آئی آئی ڈی ای ایم) میں اس تقریب کا افتتاح کیا۔چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار نے کہا کہ الیکشن کمیشن ہندوستان میں انتخابات کو جمہوریت کا جشن مانتا ہے۔ انہوں نے شرکاء سے گزارش کی کہ وہ ریاستوں کا دورہ کریں، سیکھیں اور ہندوستان کے تنوع کا مشاہدہ کریں۔کمیشن مشن موڈ میں کام کر کے آزادانہ، شفاف اور محفوظ انتخابات کو یقینی بناتا ہے۔پروگرام کے پہلے مرحلے میں ۲۳ ممالک کے ۴۳ مندوبین شرکت کریں گے، ان میں دہلی میں مقیم ۵ غیر ملکی مشنوں کے افسران بھی ہیں۔آج 'آئی آئی آئی ڈی ای ایم' میں مندوبین کو ای وی ایم کا مظاہرہ کرایا گیا۔ انہوں نے ماک پول (فرضی پولنگ) میں حصہ لے کر الیکٹرانک ووٹنگ مشین کا براہ راست تجربہ کیا۔مندوبین نے ہندوستان کے انتخابی عمل میں اپنائے گئے تکنیکی اقدامات اور حفاظتی انتظامات میں خاص دلچسپی ظاہر کی۔انہوں نے ماہرین کے ساتھ سوال و جواب کے سیشن میں اپنے شکوک و شبہات اور سوالات کے جوابات بھی حاصل کیے۔واضح رہے کہ ۸ اور ۹ اپریل کو یہ مندوبین آسام، کیرلم اور پڈوچیری کا دورہ کریں گے۔وہ ڈسپیچ سنٹر، ترسیلی مراکز، ضلعی کنٹرول روم اور میڈیا مانیٹرنگ سنٹر سمیت مختلف انتخابی سہولیات کا معائنہ کریں گے۔دوسرے مرحلے میں ۲۰ اپریل سے مندوبین مغربی بنگال اور تمل ناڈو کا دورہ کریں گے۔ آئی ای وی پی کمیشن کا ایک اہم پروگرام ہے۔ اس کا مقصد دیگر ممالک کے انتخابی انتظامی اداروں (ای ایم بی) اور بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ تعاون کو بڑھانا ہے۔ یہ پروگرام ہندوستان کے انتخابی ڈھانچے، ادارہ جاتی انتظامات اور آپریشنل ساخت کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے۔ساتھ ہی غیر ملکی مندوبین کو ہندوستان کے بہترین انتخابی طریقوں اور جدت طرازی سے متعارف کراتا ہے قابل ذکر ہے کہ الیکشن کمیشن آف انڈیا دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں منصفانہ انتخابات کرانے کے اپنے طریقۂ کار کو بین الاقوامی برادری کے سامنے پیش کرتا ہے۔آئی ای وی پی کے ذریعہ ای سی آئی دوسرے ممالک کے ساتھ اپنے تجربات شیئر کرتا ہے اور عالمی سطح پر جمہوریت کو مضبوط کرنے میں تعاون کرتا ہے۔اس پروگرام سے غیر ملکی مندوبین ہندوستان کے آزاد، منصفانہ اور شفاف انتخابی نظام کو قریب سے سمجھ سکیں گے۔کمیشن کا ماننا ہے کہ اس طرح کے بین الاقوامی پروگرام انتخابی انتظام میں عالمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔

حزب اللہ کے خلاف جنگ جاری: اسرائیلی فوج

یروشلم:(ایجنسیاں)اسرائیل کی فوج نے بدھ کے روز کہا ہے کہ لبنانی ملیشیا حزب اللہ کے خلاف جنگ میں اس کی "لڑائی اور زمینی کارروائیاں جاری ہیں"۔فوج نے ایک بیان میں تسلیم کیا کہ جنگ جاری ہے، حالانکہ ثالثی کرنے والے پاکستان نے کہا تھا کہ ایران کے ساتھ جنگ میں دو ہفتوں کی جنگ بندی کے تحت اسرائیل اپنے حملے روک دے گا۔اسرائیل نے جنگ بندی سے پہلے ایران پر کیے گئے حملوں کو الگ طور پر تسلیم کیا ہے۔اس سے قبل اسرائیل کے وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو نے کہا تھا کہ اسرائیل ایران کے ساتھ ہونے والی جنگ بندی کا احترام کرتا ہے، لیکن حزب اللہ کے خلاف اس کی لڑائی جاری رہے گی۔
حزب اللہ نے اب تک اس حوالے سے کوئی بیان جاری نہیں کیا ہے۔امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے ایرانی "تہذیب" کو تباہ کرنے کی دھمکیوں سے پیچھے ہٹنے کے بعد ایران، امریکہ اور اسرائیل بدھ کے روز دو ہفتوں کی جنگ بندی پر متفق ہو گئے ہیں۔

ایران، امریکہ اور اسرائیل دو ہفتے کی فائر بندی پر متفق

اقوام متحدہ:(ایجنسیاں)ایران جنگ میں امریکہ اور اسرائیل کا ایران کے ساتھ دو ہفتے کی فائر بندی پر اتفاق ہو گیا ہے۔امریکی صدر نے توانائی کی ایرانی تنصیبات تباہ کرنے کی دھمکیاں واپس لے لیں اور تہران آبنائے ہرمز کو کھولنے پر آمادہ ہو گیا ہے

اہم سرخیاں اور بیانات

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

قطر ہر صورتحال کے لیے تیار ہے: ڈاکٹر الانصاری نے اس بات پر زور دیا کہ قطر تمام ممکنہ منظر ناموں (scenarios) کے لیے تیار ہے اور اس نے مختلف عالمی فریقین کے ساتھ رابطے کیے ہیں جن میں بنیادی ڈھانچے (infrastructure) کو نشانہ بنانے کے خطرات پر بات کی گئی ہے۔

پاکستان کی ثالثی کی حمایت: رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ قطر، پاکستان کی قیادت میں جاری ثالثی کی کوششوں کی حمایت کرتا ہے، چاہے وہ خود اس میں براہ راست شامل نہ ہو۔

تزویراتی گزرگاہوں کی حفاظت: آبنائے ہرمز (Strait of Hormuz) کو بند کرنا بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس طرح کی گزرگاہوں کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ عالمی معیشت اور توانائی کی ترسیل کے لیے اہم ہیں۔

اسرائیلی قبضے پر تنقید: بیان میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی قبضہ، عالمی برادری کی جنگ میں مصروفیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نئے حقائق مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

علاقائی سلامتی اور قطر کا موقف

مذاکرات پر زور: قطر کا موقف ہے کہ خطے میں استحکام صرف سیاسی مذاکرات اور بین الاقوامی قوانین کے احترام سے ہی ممکن ہے۔

شہری تنصیبات کی حفاظت: ڈاکٹر الانصاری نے شہری تنصیبات اور بنیادی ڈھانچے کو نشانہ بنانے کی سخت مذمت کی ہے اور اسے خطے کے امن کے لیے ایک بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔

خلیجی تعاون: قطر اپنے بین الاقوامی شراکت داروں اور خلیجی ممالک کے ساتھ مل کر مسلسل کوآرڈینیشن کر رہا ہے تاکہ کشیدگی کو کم کیا جا سکے۔

خلاصہ یہ کہ قطر خطے میں کسی بھی بڑی فوجی کارروائی یا معاشی ناکہ بندی کے خلاف ہے اور سفارتی حل کو ترجیح دیتا ہے۔

آرٹیمس ۲ نے رقم کی تاریخ! چاند کی حد سے نکل کر اورین خلائی جہاز زمین کی طرف روانہ

بھارت:(ایجنسیاں) چاند پر اپنا تاریخی سفر مکمل کرنے کے بعد آرٹیمس ۲ مشن کے تمام ۴ خلاباز اب بحفاظت زمین کی طرف واپس آ رہے ہیں۔ منگل کی رات تقریباً ۱۰:۵۵ بجے (ہندوستانی وقت کے مطابق) ان کا اورین خلائی جہاز چاند کے اس علاقے سے باہر نکل آیا جہاں تک چاند کی کشش ثقل موثر رہتی ہے۔ اب زمین کی کشش ثقل خلائی جہاز پر زیادہ اثر ڈال رہی ہے اور یہ تیزی سے زمین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چاند سے دور پہنچنے کے بعد آرٹیمس ۲ مشن کے خلاباز اب تقریباً ۳ دن کے واپسی کے سفر پر ہیں۔ اس سفر کے دوران ان کا بنیادی مقصد زمین پر بحفاظت واپس لوٹنا ہے۔واضح رہے کہ اس کے لیے وہ وقتاً فوقتاً چھوٹے انجن فائر کریں گے، جنہیں ٹریجیکٹری کریکشن برنز کہا جاتا ہے۔ان کا کام خلائی جہاز کی سمت اور رفتار کو برقرار رکھنا ہوتا ہے تاکہ یہ صحیح زاویہ سے زمین کے ماحول میں داخل ہو سکے۔ اگر خلائی جہاز کا زاویہ درست نہیں ہے تو یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ بہت ہی معمولی نقطہ پر آنے سے خلائی جہاز سے ٹکرا کر واپس خلا میں جا سکتا ہے جبکہ جبکہ بہت تیز نقطہ پر آنے سے زیادہ گرمی کی وجہ سے نقصان ہو سکتا ہے۔ زمین پر واپسی کا سب سے مشکل اور اہم مرحلہ ۱۰ اپریل کو ہوگا۔ اس دن اورین خلائی جہاز تقریباً ۴۰ ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کے ماحول میں داخل ہوگا۔ اس دوران درجہ حرارت تقریباً ۲،۷۶۰ ڈگری سیلسیس تک پہنچ سکتا ہے۔ اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے سائنسدان اسکپ ری انٹری تکنیک کا استعمال کریں گے۔ اس میں خلائی جہاز پہلے مختصر طور پر فضا میں داخل ہوگا، پھر کچھ دیر کے لیے باہر نکلے گا اور اس کے بعد دوبارہ داخل ہوگا۔ اس عمل خلابازوں پر دباؤ کم ہوتا ہے اور لینڈنگ زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ یہ مشن ۱۱ اپریل کو مکمل ہو جائے گا۔ تقریباً صبح ۵:۳۷ بجے (ہندوستانی وقت) خلائی جہاز سان ڈیاگو، کیلیفورنیا کے قریب بحر الکاہل میں اترے گا۔ وہاں امریکی بحریہ کا جہاز یو ایس ایس جان پی مرتھا پہلے سے موجود رہے گا۔ جیسے ہی کیپسول سمندر میں اترے گا، غوطہ خور اسے محفوظ کریں گے اور خلابازوں کو باہر نکال کر جہاز میں لے جایا جائے گا۔ یہ مشن بہت خاص ہے کیونکہ تقریباً ۵۰ سال بعد انسان پھر سے چاند کے اتنے قریب پہنچے ہیں۔ یہ مستقبل میں انسانوں کو دوبارہ چاند پر بھیجنے کی سمت میں ایک بڑا اور اہم قدم سمجھا جا رہا ہے۔

ترکیہ پارلیمنٹ میں ۱۵ سال سے کم عمر میں سوشل میڈیا کے استعمال پر پابندی پر بحث

انقرہ:(ایجنسیاں)ترکیہ کی پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون جس میں انڈر ۱۵ کے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، ٹک ٹاک، فیس بک، انسٹاگرام اور دیگر سوشل میڈیا کے پروگرام بچوں کی پہنچ سے دور رکھنے کی بات کی گئی ہے پر بحث شروع ہو گئی ہے۔
بچوں پر سوشل میڈیا کے منفی اثرات کے مظاہر سامنے آنے پر کئی یورپی ملکوں بشمول آسٹریلیا اس طرح کے قانون بنائے جا چکے ہیں۔ مغربی ملکوں کے والدین بھی اپنے بچوں کے لیے فکرمندی کے باعث انہیں سکول کی عمر میں موبائل فون استعمال کرنے سے روکنے کی ذاتی طور پر تدابیر کرتے رہتے ہیں۔ منگل کے روز ترک پارلیمنٹیریز نے بھی اسی طرح کے ایک مسودہ قانون پر غور شروع کیا ہے۔
اس میں تجویز کیا گیا ہے کہ پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں کو سوشل میڈیا کے مختلف آو—— نٹ لیٹس سے دور رکھا جائے اور اس سلسلے میں باقاعدہ قانون منظور کیا جائے تاکہ یہ پابندی سختی سے عائد کی جا سکے۔ اگر ترکیہ نے یہ قانون منظور کر لیا تو متعلقہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم کو اپنے پروگرام انسٹال کرنے کے طریقوں میں بچوں کی عمر اور اس کی تصدیق کے ذرائع اختیار کرنا ہوں گے۔ تاکہ بچے ان سوشل میڈیا پر غیر متعلق اور نقصان دہ مواد سے بچ سکیں۔ تاہم ابھی واضح نہیں ہے کہ ترکیہ کی پارلیمنٹ میں یہ بحث کتنے دن جاری رہے گی۔ ترکیہ کے صدر طیب ایردوآن کی حکومت کا اس تجویز کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ تجویز آن لائن پھیلے ہوئے بچوں کے لیے خطرات کی روک تھام کے لیے پیش کی گئی ہے۔ تاکہ بچوں کی صحت، تعلیم اور اخلاقیات کی حفاظت ہو سکے۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی بڑی جماعت نے اس تجویز پر تنقید کی ہے۔ بچوں کا تحفظ پابندیوں سے نہیں کیا جانا چاہیے۔ بلکہ بہتر پالیسیوں کی مدد سے کیا جانا چاہیے۔ اس طرح سوشل میڈیا تک بچوں کی رسائی محدود ہو جائے گی۔
دوسری جانب آن لائن گیمز بنانے والی کمپنیوں کو اس بارے میں اپنے نمائندے مقرر کرنے چاہیں تاکہ نئے قوانین کی پاسداری یقینی بنائی جا سکے۔ مجوزہ قانون میں خلاف ورزیوں پر سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں جرمانے کی سزا بھی شامل ہے۔ پچھلے سال آسٹریلیا نے اپنے ہاں ۱۶ سال سے کم عمر کے بچوں کے سوشل میڈیا کے استعمال پر پابندی لگائی تھی۔ جس کے نتیجے میں بچوں کے بنائے گئے ۴۷ لاکھ سوشل میڈیا اکاؤنٹس بند ہو گئے۔

پارٹی تقسیم معاملے کی سماعت کے لیے فل بینچ مقرر کر دیا گیا

شفیق رضا

جنکپور : جنتا سماجوادی پارٹی (جے ایس پی) نیپال کے صدر اُپندر یادو کی جانب سے اپنی پارٹی کی تقسیم کے خلاف دائر کردہ مقدمے کی سماعت کے لیے سپریم کورٹ کے فل بینچ نے تاریخ مقرر کر دی ہے۔ مقدمے کی سماعت کے لیے ہری پرساد، منوج کمار شریشٹھ اور تیلک پرساد پر مشتمل فل بینچ مقرر کیا گیا ہے۔

اس سے قبل مشترکہ بینچ نے اس معاملے کو آئینی تشریح کا ایک سنگین مسئلہ قرار دیتے ہوئے فل بینچ کو بھیجنے کا حکم دیا تھا (جے ایس پی) نیپال چھوڑنے والے اشوک رائے سمیت دیگر رہنماؤں نے الیکشن کمیشن میں ایک اور پارٹی درج کرانے کی درخواست دی تھی، جس پر کمیشن نے ان کی پارٹی درج کر دی تھی۔ تاہم یادو نے یہ دعویٰ کرتے ہوئے سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی تھی کہ ان کی پارٹی چھوڑنے والے رہنماؤں کی درخواست کی بنیاد پر دوسری پارٹی درج کرانا غیر قانونی ہے۔ اسی طرح یادو نے اپنی پارٹی چھوڑ کر جانے والے ۷ اراکین پارلیمنٹ کو رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے کام کرنے سے روکنے کا مطالبہ کرتے ہوئے سپریم کورٹ میں ایک اور رِٹ بھی دائر کی تھی۔ اگرچہ دونوں رٹ کو ایک ساتھ دیکھنے کے لیے بینچ مقرر کیا گیا تھا، لیکن ججوں نے اسے دیکھنے کا وقت نہیں پایا۔ اس سے قبل بینچ نے یادو کے حق میں ایک عبوری حکم جاری کیا تھا۔ ابتدائی سماعت میں حکم جاری ہونے کے باوجود رائے کے حامیوں نے اس وقت کے وزیر اعظم پشپ کمل داہل پر چنڈ کو اعتماد کا ووٹ دیا تھا۔

ہندوستانیوں کو جلد ایران سے نکلنے کی ہدایت

تہران: (ایجنسیاں) ایران میں ہندوستانی سفارت خانے نے بدھ کے روز ہندوستانی شہریوں کے لیے ایک ایڈوائزری جاری کرتے ہوئے انہیں جلد از جلد ایران چھوڑنے کی ہدایت دی ہے۔ سفارت خانے نے یہ بھی کہا کہ ملک سے روانگی سفارت خانے کے ساتھ رابطہ اور ہم آہنگی میں کی جانی چاہیے۔ ایڈوائزری میں کہا گیا، "۰۷ اپریل ۲۰۲۶ کی ایڈوائزری کے تسلسل میں اور حالیہ پیش رفت کے پیش نظر، ایران میں موجود ہندوستانی شہریوں کو سختی سے مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ سفارت خانے کے ساتھ رابطے میں رہتے ہوئے اور اس کی تجویز کردہ راہوں کا استعمال کرتے ہوئے فوری طور پر ایران چھوڑ دیں۔ اس میں مزید کہا گیا، "یہ دوبارہ واضح کیا جاتا ہے کہ کسی بھی بین الاقوامی زمینی سرحد تک پہنچنے کی کوشش سفارت خانے سے پیشگی مشاورت اور ہم آہنگی کے بغیر نہ کی جائے۔

سفارت خانے کے ہنگامی نمبر درج ذیل ہیں:

موبائل نمبر:

+۹۸۹۱۲۸۱۰۹۱۰۲؛

+۹۸۹۹۳۲۱۷۹۳۵۹۔ ای میل: [

یہ ایڈوائزری ایسے وقت میں جاری کی گئی ہے جب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ایران کے خلاف "بمباری اور حملوں" کی مہم کو معطل کرتے ہوئے دو ہفتوں کے دو طرفہ جنگ بندی کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ایران کی جانب سے پیش کیا گیا ۱۰ نکاتی منصوبہ قابل عمل ہے۔ ایران نے ایک جامع ۱۰ نکاتی فریم ورک پیش کیا ہے جسے وہ مکمل حل کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ بیان کے مطابق، امریکہ سے کئی اہم اصولوں پر عمل کرنے کی توقع ہے، جن میں "عدم جارحیت" اور "آبنائے ہرمز پر ایران کے کنٹرول کا تسلسل" شامل ہیں، جو عالمی تیل کی ترسیل کا ایک اہم راستہ ہے۔ اہم مطالبات میں واشنگٹن کی جانب سے "یورینیم افزودگی کی قبولیت" بھی شامل ہے، جو ایران کے جوہری پروگرام سے متعلق ہے اور طویل عرصے سے دونوں ممالک اور عالمی برادری کے درمیان تنازع کا سبب رہا ہے۔

تہران نے وسیع اقتصادی ریلیف کا بھی مطالبہ کیا ہے، جس میں "تمام بنیادی پابندیوں کا خاتمہ" اور "تمام ثانوی پابندیوں کا خاتمہ" شامل ہیں، جنہوں نے گزشتہ برسوں میں ایران کی معیشت کو شدید متاثر کیا ہے۔ ان شرائط میں سفارتی اور بین الاقوامی سطح کے امور بھی شامل ہیں، جہاں ایران نے اپنے جوہری پروگرام سے متعلق "اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی تمام قراردادوں کے خاتمے" اور "آئی اے ای اے بورڈ آف گورنرز کی تمام قراردادوں کے خاتمے" کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر یہ مطالبات مان لیے جاتے ہیں تو عالمی نگرانی کے نظام میں بڑی تبدیلی آسکتی ہے۔ اس کے علاوہ، تہران نے مالی معاوضے کا بھی مطالبہ کیا ہے اور جنگ کے دوران ہونے والے نقصانات کے لیے "ایران کو ہرجانہ ادا کرنے" کی بات کی ہے۔ فوجی سطح پر اس نے "خطے سے امریکی جنگی افواج کے انخلا" اور "تمام محاذوں پر جنگ کے خاتمے" کا بھی مطالبہ کیا ہے، جس میں لبنان کی اسلامی مزاحمتی قوتوں کے خلاف کارروائیاں بھی شامل ہیں۔

سابق مرکزی وزیر محسنہ قدوائی کا انتقال، دہلی میں لی آخری سانس

دہلی/بھارت: (نیوز ایجنسی) کانگریس کی سینئر رہنما اور سابق مرکزی وزیر محسنہ قدوائی کا ۹۳ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ انہوں نے دہلی کے ایک نجی اسپتال میں آخری سانس لی۔ ان کے انتقال کی خبر سامنے آتے ہی سیاسی حلقوں میں غم کی لہر دوڑ گئی، خاص طور پر اتر پردیش کے بارہ بنکی ضلع میں سوگ کا ماحول ہے جہاں ان کا آبائی تعلق رہا۔ محسنہ قدوائی کا شمار کانگریس کے تجربہ کار اور بااثر رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ وہ نہرو-گاندھی خاندان کے قریب سمجھی جاتی تھیں اور طویل عرصے تک قومی سیاست میں فعال کردار ادا کرتی رہیں۔ ان کے انتقال پر کانگریس سمیت مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

محسنہ قدوائی کی سیاسی زندگی نہایت طویل اور متحرک رہی۔ انہوں نے اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کی قیادت میں مرکزی حکومت میں اہم وزارتوں کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ان میں صحت و خاندانی بہبود، شہری ترقی، سیاحت، ٹرانسپورٹ اور دیہی ترقی جیسے اہم شعبے شامل رہے۔ ان کی انتظامی صلاحیت اور عوامی رابطے کو ہمیشہ سراہا جاتا رہا۔ مرکزی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے سے پہلے محسنہ قدوائی اتر پردیش کی سیاست میں بھی سرگرم رہیں۔ وہ ریاستی حکومت میں خوراک و شہری رسد، سماجی بہبود اور چھوٹی صنعتوں جیسے محکموں کی وزیر رہیں۔ اس کے علاوہ وہ اتر پردیش اسمبلی اور قانون ساز کونسل کی رکن بھی رہیں، جبکہ بعد میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کی رکنیت بھی حاصل کی۔ محسنہ قدوائی کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۳۲ کو ہوئی تھی۔ انہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور شروع ہی سے سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کا سیاسی سفر اتر پردیش سے شروع ہوا اور وہ بتدریج قومی سطح پر ایک مضبوط شناخت بنانے میں کامیاب رہیں۔ انہیں ایک سنجیدہ، باوقار اور زمینی سطح سے جڑی ہوئی رہنما کے طور پر جانا جاتا تھا۔ خاندانی ذرائع کے مطابق محسنہ قدوائی کا آبائی تعلق بارہ بنکی کے مساولی علاقے سے تھا اور وہ اکثر اپنے گاؤں کا دورہ کیا کرتی تھیں۔ ان کے انتقال سے ان کے اہل خانہ اور چاہنے والوں میں گہرا صدمہ ہے۔ مختلف سیاسی و سماجی شخصیات نے ان کی خدمات کو یاد کرتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق محسنہ قدوائی کی تدفین دہلی میں ہی عمل میں آئے گی۔ ان کے انتقال کو ملکی سیاست میں ایک اہم خلا قرار دیا جا رہا ہے، جسے پر کرنا آسان نہیں ہوگا۔

اللو ارجن کی ۸۰۰ کروڑ کی فلم کا پہلا لک جاری

نئی دہلی: (ایجنسیاں) ہندوستان کے بڑے فلمی ستاروں میں شمار ہونے والے اللو ارجن اپنی نئی ایکشن سے بھرپور فلم کے ساتھ ایک بار پھر دھماکہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس فلم میں وہ ہدایت کار ایٹلی کے ساتھ کام کر رہے ہیں، جبکہ معروف اداکارہ دیپیکا پڈوکون بھی ان کے ساتھ نظر آئیں گی۔ یہ فلم ایک شاندار اور بڑی بلاک بسٹر کے طور پر سامنے آنے والی ہے۔ اللو ارجن ہندوستانی سنیما کے نمایاں ترین ستاروں میں شامل ہیں، جنہوں نے اپنی زبردست مقبولیت اور مضبوط مداحوں کی بنیاد کے ذریعے دنیا بھر میں اپنی شناخت قائم کی ہے۔ ان کے ہر نئے منصوبے کا شائقین بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے مداحوں کو بڑے سرپرائز دینے کے لیے مشہور ہیں، اور اس بار بھی کچھ مختلف پیش کیا گیا ہے۔ ان کا یومِ پیدائش، جو پہلے صرف ایک جشن ہوتا تھا، اب فلمی صنعت کے لیے ایک خاص موقع بن چکا ہے جہاں ہر سال بڑی اعلانات کیے جاتے ہیں۔ اس مرتبہ یہ اعلان مزید بڑا اور غیر متوقع ہے۔ اپنے یومِ پیدائش کے موقع پر اللو ارجن نے اپنی نئی فلم کا پہلا پوسٹر جاری کیا اور اس کا نام بھی ظاہر کیا۔ فلم کا عنوان "راکا" رکھا گیا ہے۔ پوسٹر میں اللو ارجن ایک بالکل نئے اور چونکا دینے والے انداز میں نظر آتے ہیں۔ ان کا یہ روپ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ایک بھیڑیے جیسے بالوں والے ہاتھ کی شکل، بڑے نوکیلے پنجوں کے ساتھ ان کے چہرے کے ایک حصے کو ڈھانپے ہوئے ہے، جبکہ ان کی سرمے سے سجی تیز نگاہیں خاص توجہ حاصل کرتی ہیں۔ آدھے سر کے بال منڈے ہوئے اور کھردرے انداز کے ساتھ "راکا" کا عنوان اس روپ کو مزید پراسرار اور طاقتور بناتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ فلم ایک غیر معمولی سنیما تجربہ پیش کرے گی۔ یہ تبدیلی خاص طور پر اس اداکار کے لیے اہم ہے جو ہمیشہ نئی حدود کو پار کرنے کے لیے جانا جاتا ہے۔ ایسا روپ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ پوسٹر میں تاریک پس منظر سے ابھرتا ہوا بھیڑیے جیسا ہاتھ اور اس کے تیز پنجے فلم کے سنسنی خیز ماحول کو مزید مضبوط بناتے ہیں۔ فلم پشپا کی تاریخی کامیابی کے بعد توقعات پہلے ہی بہت بلند تھیں، لیکن اپنے عروج پر ہونے کے باوجود محفوظ راستہ اختیار کرنے کے بجائے اللو ارجن نے ایک بار پھر ثابت کیا کہ وہ سب سے مختلف ہیں اور حقیقی معنوں میں ایک ہمہ ہندوستانی سپر اسٹار ہیں۔ حال ہی میں سنیما میں ۲۳ برس مکمل کرنے والے اللو ارجن کا سفر ہمیشہ جرات مندانہ فیصلوں سے بھرپور رہا ہے، جو اکثر کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ مختلف کرداروں کے ساتھ تجربہ کرنا ہو یا تجارتی سنیما کو نئی سمت دینا، انہوں نے ہمیشہ حدود کو توڑا ہے اور تفریح کے اصل جوہر کو برقرار رکھا ہے۔ ہر فلم کے ساتھ خود کو نئے انداز میں پیش کرنے کی ان کی صلاحیت انہیں صرف ایک سپر اسٹار ہی نہیں بلکہ ایک منفرد مظہر بناتی ہے۔ اس فلم کی خاص بات یہ بھی ہے کہ پہلی بار اللو ارجن اور دیپیکا پادوکون ایک ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ یہ دو بڑے ستاروں کا ملاپ ہے، جو اپنی مضبوط اسکرین موجودگی اور وسیع مقبولیت کے لیے جانے جاتے ہیں۔ ان کی جوڑی اس فلم کو ایک بڑی کامیابی بنانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ اللو ارجن کا یہ نیا روپ صرف ایک فلم نہیں بلکہ ایک عظیم سنیما تجربے کی شروعات کا اشارہ ہے۔ اپنی مضبوط منصوبہ بندی اور نئی سوچ کے ساتھ وہ مسلسل سنیما میں شہرت کے معیار کو بدل رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے یوم پیدائش کو ایک ایسے سالانہ جشن میں تبدیل کر دیا ہے جس کا دنیا بھر کے مداح ہر سال بے صبری سے انتظار کرتے ہیں۔

سونے کی قیمت میں اضافہ

شفیق رضا

جنکپور : نیپالی مارکیٹ میں بدھ کو سونے اور چاندی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ منگل کو سونے کی قیمت میں فی تولہ چار سو روپے کا اضافہ ہوا تھا، لیکن بدھ کو اس میں فی تولہ سات ہزار دو سو روپے کا اضافہ

ہوا۔ نیپال گولڈ سلور ڈیلرز ایسوسی ایشن کے مطابق، اب سونا فی تولہ دو لاکھ ۹۹ ہزار روپے میں خریدا اور بیچا جا رہا ہے۔ منگل کو سونا فی تولہ دو لاکھ ۹۱ ہزار آٹھ سو روپے میں فروخت ہوا تھا۔ اسی طرح، بدھ کو چاندی کی قیمت میں بھی اضافہ ہوا۔ منگل کو فی تولہ چار ہزار آٹھ سو بیس روپے میں فروخت ہونے والی چاندی بدھ کو فی تولہ پانچ ہزار پچیس روپے میں خریدی اور بیچی گئ ہے۔ یہ قیمت پچھلے دن کے مقابلے میں فی تولہ دو سو پانچ روپے زیادہ ہے۔ بدھ کو بین الاقوامی مارکیٹ میں سونا فی اونس چار ہزار آٹھ سو تین امریکی ڈالر میں فروخت ہوا ہے۔

امریکہ-ایران جنگ بندی کے اثرات: بین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں گراوٹ

شفیق رضا

جنکپور: امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ بندی کے معاہدے کے بعد عالمی معیشت اور مالیاتی منڈیوں پر مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ آبنائے ہرمز سے تیل اور گیس کی برآمدات کے دوبارہ شروع ہونے کی یقین دہانی کے ساتھ، جو کہ اسٹریٹجک لحاظ سے اہم ہے، بین الاقوامی منڈی میں توانائی اور شیئرز کی قیمتوں میں بڑی تبدیلی آئی ہے۔

جنگ بندی کے اعلان کے فوراً بعد، عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں تقریباً ۱۵ فیصد کی بھاری گراوٹ آئی۔ الجزیرہ نے لکھا ہے کہ برینٹ کروڈ اور ڈبلیو ٹی آئی دونوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے بعد، سرمایہ کار مہنگائی میں کمی کی امید میں پرجوش نظر آئے۔ امریکی شیئر مارکیٹ میں ٹیکنالوجی کے شعبے کی بڑی کمپنیاں جیسے Nvidia، Tesla اور Intel کے شیئرز کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم، خام تیل کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے امریکی توانائی کمپنیوں کے شیئرز تقریباً ۳ فیصد گر گئے۔ ادھر ایشیائی منڈیوں پر بھی جنگ بندی کے پیغام سے خوشحالی چھا گئی۔ جاپان کا نکی ۵ فیصد سے زیادہ بڑھ کر کھلا، جبکہ جنوبی کوریا کا کوسپی تقریباً ۶ فیصد اضافے کے ساتھ اوپر گیا۔ ایشیا کی منڈیوں میں کاروبار کے آغاز کے وقت امریکی ڈالر دو ہفتوں کی کم ترین سطح پر آ گیا۔ ڈالر کی کمزوری کے باعث یورو، برطانوی پاؤنڈ، جاپانی ین، آسٹریلوی ڈالر اور نیوزی لینڈ ڈالر کی شرح تبادلہ میں بہتری آئی ہے۔ بنائے ہرمز سے سپلائی میں رکاوٹ کے خاتمے کے اشارے سے عالمی سپلائی چین میں ریلیف ملے گی اور اس سے مالیاتی منڈی کو مزید استحکام ملے گا۔

وزیر اعظم شاہ کی دوست ممالک کے سفیروں سے ملاقات

شفیق رضا

کاٹھمانڈو۔ وزیر اعظم بالیندر شاہ نے بدھ کے روز کاٹھمانڈو میں مختلف ممالک کے سفیروں اور مشن کے سربراہوں سے اجتماعی ملاقات کر کے ایک نیا سفارتی طریقہ اپنایا ہے۔ ماضی میں وزیر اعظم ہر ملک کے سفیر سے الگ الگ ملاقات کرتے تھے، اور خصوصی حالات میں ہی مشترکہ بریفنگ دی جاتی تھی۔ سنگھ دربار میں وزیر اعظم اور کابینہ کے دفتر میں منعقدہ اجلاس میں ہندوستان، پاکستان، جنوبی کوریا، برطانیہ، قطر، سوئٹزرلینڈ، فرانس، اسرائیل، جاپان، بنگلہ دیش، جرمنی، مصر، سری لنکا، سعودی عرب، چین، امریکہ اور اقوام متحدہ کے سفیر اور مشن کے سربراہ شریک تھے۔ وزیر خارجہ مریت بہادر رائے نے تمام سفیروں کا استقبال کیا اور نیپالی حکومت کی ترجیحات، امداد کی ضروریات اور خیر سگالی کے موضوعات پر معلومات فراہم کیں۔ اس کے بعد ہر سفیر نے اپنے ملک اور نیپال کے تعلقات اور مستقبل میں ممکنہ تعاون کے نقطہ نظر پیش کیے۔ وزیر اعظم بالیندر شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیپالی حکومت کی خارجہ پالیسی، اقتصادی ترقی، اچھی حکمرانی اور نیپالی کارکنوں کے تحفظ کے لیے پرعزم رہے گی۔ انہوں نے کہا، "خوشحالی کے حصول کے لیے ہماری خارجہ پالیسی متوازن اور عملی ہوگی۔ امن ہم سب کی مشترکہ ترجیح ہونی چاہیے۔" ملاقات کے دوران، وزیر اعظم نے کہا کہ دو طرفہ امور کو آئندہ وزارت خارجہ کے ذریعے آگے بڑھایا جائے گا، جس سے وزارت کو رابطہ کا مرکز بنا کر ایک نیا سفارتی ڈھانچہ قائم کیا جائے گا۔

علما فاؤنڈیشن نیپال مرکزی آفس کاٹھمانڈو
برانچ نوال پراسی نیپال

قاری محمد سعید نظامی کے عقد مسنونہ پر جلسہ عید میلاد النبی کا انعقاد

نکاح دین کی تکمیل، جسم وروح کی طاقت اور "با مقصد عطیۂ خداوندی" ہے۔ مولانا قاری محمد زید ازہری

گور کھپور (اخلاق احمد نظامی)
دارالعلوم اہل سنت انوار العلوم گولا بازار گور کھپور کے سابق پرنسپل مولانا الحاج قطب الدین نظامی کے لخت جگر حافظ و قاری محمد سعید نظامی کے عقد مسنون کے موقع پر سے ایک روز قبل شب میں ایک عظیم الشان جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم محلہ ٹیچر کالونی بیوری شہر پنچایت گولا بازار میں منعقد ہوا جس کی قیادت قاری اخلاق احمد نظامی پرنسپل دارالعلوم اہلسنت انوار العلوم گولا بازار و نظامت معروف نقیب مولانا آفاق رضا مشاہدی گونڈوی نے کی

پروگرام کا اغاز حافظ محمد عارف نظامی نے تلاوت قرآن پاک سے کیا اس کے بعد ملک کے مشاہیر شعراء و نعت خواں خصوصا شاعر اسلام فیروز راحت کلکتوی، نور احمد نور خلیل آبادی، ضیاء یزدانی بہرائچی، محمد حسین انصاری اور حافظ امجد رضا نظامی سمیت درجنوں شعراء و نعت خواں نے بارگاہ رسالت میں دیر شب تک منظوم خراج عقیدت پیش کرتے رہے اس دوران مولانا الحاج قطب الدین نظامی اوران کے شہزادگان بالترتیب محمد طلحہ نظامی (جی ایس ٹی افسر) محمد سعد نظامی (پولیس) اور مولانا محمد زید نظامی سمیت ان کے رشتہ داروں و دیگر لوگوں نے شعراء کو ڈھیروں انعام واکرام سے نوازا

تاہم پروگرام کے خصوصی مقرر فارغ ازہر مولانا حافظ و قاری محمد زید نظامی علیمی ازہری نے اپنے خطاب کا موضوع نکاح بنایا اور کہا کہ اسلام نے نکاح کے نظام کو بڑا مرتب، منظم اور مہذب کیا ہے، اس کی بنیادیں مضبوط کی ہیں اور اس کے نوک پلک سنوار کر اس مقدس اور پاکیزہ تعلق کو حسن و جمال دیا ہے۔ جس میں ہر طرح کا رکھ رکھاؤ ہے قانونی بھی اور اخلاقی بھی، یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کی نظر میں نکاح کا تعلق صرف دنیاداری کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ خدا پرستی کا بھی ذریعہ ہے کیوں کہ اسلام میں ترکِ دنیا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لئے ترکِ نکاح بھی مستحسن نہیں ہے بلکہ حقیقت میں نکاح دین کی تکمیل ہے۔ جسم اور روح کی یہ طاقت ایک "بامقصد عطیۂ خداوندی" ہے اور اسے صحیح رخ پر اور ٹھیک حدوں میں پوری طرح کام کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

مولانا ازہری نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پہ عمل نہیں کیا وہ میرا نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو وہ اپنا آدھا دین پورا کر لیتا ہے بس باقی آدھے کے بارے میں بھی تقویٰ کی روش اختیار کرے۔ مولانا ازہری نے کہا کہ اسلام میں نکاح کے کئی مقاصد ہیں اس میں پہلا مقصد مرد و عورت کے اخلاق اور پاکیزگی کی حفاظت ہے یہ اسلام کی نگاہ میں نکاح کا اولین اور اہم ترین مقصد ہے کہ مرد و عورت دونوں کے اخلاق اور ان کی عفت و عصمت کی پوری طرح حفاظت کی جائے۔ اسلامی قانون میں ناجائز تعلق حرام ہے اور اس کی سخت سزا ہے۔ اسلام مرد و عورت دونوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے فطری تعلق اور نفسانی خواہش کو ایسے ضابطے کا پابند بنائیں جو ان کے اخلاق کو بے حیائی سے اور انسانی تمدن کو فساد سے محفوظ رکھ سکے۔

مولانا ازہری نے کہا کہ قرآن میں نکاح کی تعبیر 'احصان" سے کی گئی ہے، احصان کے معنٰی ہیں قلعہ بندی، نکاح کرنے والا مرد "محصن"، یعنی قلعہ تعمیر کرنے والا ہے اور نکاح میں آنے والی عورت "محصنہ" یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آنے والی ہے۔ نکاح کا پہلا کام اس قلعہ کو مستحکم اور مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نکاح کا دوسرا مقصد ہے نسل انسانی کی بقا اور اس کی افزائش، نسل انسانی کی بقا اور افزائش کے خدائی منصوبے کا ذریعہ مرد و عورت کا تعلق ہے، نکاح کا تیسرا مقصد ہے سکون قلب اور مودّت و رحمت، یعنی یہ رشتہ مرد و عورت کے درمیان دلی تعلق کی بنیاد بنے تاکہ دونوں کی گھریلو زندگی میں وہ راحت و مسرت اور سکون قلب حاصل ہو جو انسانی تمدن کو آگے بڑھانے کے لئے ان کو طاقت و قوت فراہم کرے۔

مولانا ازہری نے کہا کہ نکاح کا چوتھا مقصد ہے دینی اور معاشرتی مصلحت، نکاح میں کبھی کوئی دینی مصلحت بھی ہوتی ہے جس کی بہترین مثال خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

مولانا ازہری نے کہا کہ نکاح ایک بامقصد عبادت ہے اور نکاح کی مجلس عبادت کی مجلس ہے اور شاید اسی لئے عبادت کی جگہ "مسجد" نکاح کے لئے افضل ہے اور اگر جمعہ کا دن ہو تو اور بھی بہتر ہے کہ جمعہ کے دن کی فضیلت اور برکت اس پاکیزہ رشتے کو اور بابرکت بنادے گی۔ نکاح کی فضیلتیں اور یہ فوائد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب نکاح کو مسنون طریقہ پر سادہ اور آسان انداز میں منعقد کیا جائے، چوں کہ نکاح ایک عبادت ہے اور ہماری عبادت کی انجام دہی میں ہمیں اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ ہم اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کریں، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ نکاح کے سلسلے میں اسلامی ہدایات اور نبوی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرے اور ان کے مطابق نکاح کے امور انجام دے۔

مولانا ازہری نے کہا کہ افسوس آج مسلمانوں کا مزاج اور ان کی سوچ رشتۂ نکاح کے سلسلہ میں بدل چکی ہے اور جب کسی سماج اور معاشرے میں سوچنے کا انداز بدل جاتا ہے اور دین و اخلاق، نیکی و شرافت کے بجائے دوسری چیزیں عزت و ذلت کا معیار بن جاتی ہیں تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ "صالح قدریں" سوسائٹی کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کی حفاظت کرنا ساری سوسائٹی کی ذمہ داری ہے۔ صالح معاشرہ کی بنیاد صالح خاندان اور صالح خاندان کی بنیاد "صالح جوڑا" ہے اس لئے خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھایئے ایک غلط قدم تباہی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، آپ کے لئے بھی اور معاشرے کے لئے بھی۔

مولانا ازہری نے کہا کہ اسلام نے نکاح میں محض لڑکے کے اوپر مہر کی ادائیگی لازم کی ہے اور دعوت ولیمہ کو اس کے لیے سنت قرار دیا ہے، رہی بات لڑکی والوں کی تو ان پر کوئی خرچ عائد نہیں کیا ہے، جب کہ لڑکے کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نکاح کے بعد ولیمہ کرے،

بعض علاقوں میں جہیز کے علاوہ لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ ہوتا ہے، لڑکے کی مالی تعلیمی اور سماجی حیثیت کے مطابق رقم ادا کی جاتی ہے، ایسا کرنا صریح گناہ اور ظلم و زیادتی ہے مولانا ازہری نے کہا کہ نکاح کو سادہ اور آسان بنانے اور شادی بیاہ میں شامل ہو چکی بیجا رسوم و رواج کو مٹانے کے لیے ہم سب کو آگے آنا ہوگا پروگرام میں مولانا مفتی اقبال احمد مصباحی، مولانا محمد صدیق قادری، مولانا حامد علی قادری، قاری جمال الدین نظامی، ڈاکٹر عبدالکریم نظامی مولانا شمس الوری قادری، حافظ امیر عالم مصباحی، قاری محمد محمود عالم برکاتی، حافظ عبدالوحید برکاتی، حافظ مسعود رضا برکاتی، حافظ فدا حسین پرساں، حافظ محمد عباس نظامی، حافظ محمد اشفاق نظامی اور حافظ ریاض اللہ انصاری کے علاوہ کثیر تعداد میں فرزندان توحید و رسالت تھے پروگرام کا اختتام صلوۃ و سلام اور مولانا قطب الدین نظامی کی رقت امیز دعا پر ہوا

نیپال نے گریٹر لمبنی پروجیکٹ کے لئے عالمی بینک سے ۸۵ ملین ڈالر کا رعایتی قرض لیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

لمبینی: نیپال حکومت نے گریٹر لمبنی پروجیکٹ کی تعمیر کے لیے عالمی بینک سے ۸۵ ملین امریکی ڈالر کا رعایتی قرض قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وفاقی امور اور جنرل ایڈمنسٹریشن کی وزیر پرتیبھا راول نے آج منگل کو کابینہ کے اجلاس میں اس فیصلے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ منصوبے پر کام اب آگے بڑھے گا۔ یہ پروجیکٹ کپل وستو روپندیہی اور مغربی نوالپاراسی کے اضلاع کو تیار کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے، جس میں بودھ کی جائے پیدائش نیپال کے لمبنی کو مرکز بنایا گیا ہے۔ سابق وزیر خزانہ وشنو پاڈیل کی پہل پر گزشتہ سال تقریباً ۱۲٫۵ بلین روپے کے قرض کی تجویز ورلڈ بینک کو پیش کی گئی تھی۔ معاہدے کے بعد یہ رقم کپل وستو روپندیہی اور نوالپاراسی کے بودھ سے متعلقہ علاقوں کی ترقی پر خرچ کی جائے گی۔ لمبنی ڈیولپمنٹ فنڈ کے مطابق اس پروجیکٹ کے تحت تینوں اضلاع میں واقع بودھ سے متعلقہ مقامات پر سیاحوں کے لیے بنیادی ڈھانچہ تیار کیا جائے گا۔ اس منصوبے کو شہری ترقی کی وزارت اور وزارت سیاحت کے ذریعے نافذ کیا جائے گا۔ اس میں محکمہ آثار قدیمہ، لمبنی ڈیولپمنٹ فنڈ اور نیپال ٹورازم بورڈ کے ساتھ ساتھ چار مقامی اداروں بشمول لمبنی کلچرل، میونسپلٹی دیوداہا، رامگرام اور کپل وستو میونسپلٹی کی شرکت شامل ہو گی۔ اس منصوبے کے تحت مختلف سیاحتی انفراسٹرکچر بشمول سڑکیں نالیاں، بس پارکس، برقی کاری، بودھ زائرین کے لیے مراقبہ کے مراکز، آرام گاہیں، کیفی، معلوماتی مراکز اور مقامی مصنوعات کی فروخت کے مراکز تعمیر کیے جائیں گے۔ لمبنی یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل ہے۔ مایا دیوی، مندر بودھا کی جائے پیدائش، مقدس پشکرنی پوکھاری اور یہاں واقع اشوکا ستون تاریخی اہمیت کے حامل اہم مقامات ہیں۔ دیودہ میں بودھ سے متعلق بہت سے تاریخی اور آثار قدیمہ کے مقامات بھی ہیں۔ اقی بھی، یہ بھی سمجھنا چاہیے

خلیجی ممالک میں پھنسے نیپالی شہریوں کو واپس لانے کے لیے خصوصی پروازیں بھیجی جائیں گی۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو حکومت نے جنگ زدہ خلیجی ممالک میں پھنسے نیپالی شہریوں کو واپس لانے کے لیے خصوصی پروازیں چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر خارجہ ششیر کھنال کے ساتھ تال میل میں مختلف سرکاری اداروں کے درمیان بات چیت کے بعد خلیجی ممالک میں پھنسے نیپالی شہریوں کو واپس لانے کے لیے آج سے خصوصی پروازیں بھیجنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ وزارت خارجہ کے مطابق مغربی ایشیا میں جاری کشیدگی اور سلامتی کی صورتحال کے پیش نظر ان خطوں کے لیے باقاعدہ پروازیں ۲۸ فروری سے معطل کر دی گئی تھیں۔ خلیجی ممالک میں جنگ چھڑ جانے کے بعد نیپال کی حکومت نے وطن واپسی کے خواہشمند نیپالی شہریوں سے آن لائن درخواست دینے کی اپیل کی۔ اب تک تقریباً ۷۰،۰۰۰ نیپالی شہریوں نے وطن واپسی کے لیے آن لائن درخواست دی ہے۔ حکومت نیپال ایئر لائنز کے ذریعے تین دنوں میں چار پروازیں چلائے گی جو ۳ اپریل سے شروع ہو گی۔ وزارت خارجہ نے پروازوں کا شیڈول بھی جاری کر دیا ہے، جس کے مطابق ۳ اپریل کو کاٹھمنڈو - دبئی ۱۵:۲۳ مقامی وقت پر پروازیں چلائی جائیں گی ۴ اپریل کو دبئی۔ کاٹھمنڈو ۱۰:۰۴ مقامی وقت کے مطابق ۵ اپریل کو کاٹھمنڈو - دمام صبح ۰۸:۳۰ بجے مقامی وقت کے مطابق ۱۲:۲۰ مقامی وقت).

نیپال میں اب ہفتے میں دو دن عام تعطیلات، سرکاری دفاتر صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک کھلیں گے۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کی حکومت نے اتوار کو دو اہم فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے سرکاری دفاتر کے لیے ہفتہ اور اتوار کو دو ہفتہ وار تعطیلات کا اعلان کیا۔ نئے فیصلے میں سرکاری دفاتر کے کھلنے کے اوقات صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک مقرر کیے گئے ہیں۔ حکومتی ترجمان سسمیت پوکھرل نے بتایا کہ سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے اب ہفتہ اور اتوار کو بند رہیں گے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ یہ فیصلہ پیٹرولیم سپلائی کے حوالے سے ناگفتہ بہ صورتحال کے باعث کیا گیا ہے۔ پوکھرل کے مطابق یہ انتظام کل پیر سے نافذ العمل ہو گا۔ حکومت نے سرکاری دفاتر کے اوقات کار صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک ایڈجسٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزراء کونسل کے اجلاس میں تعلیمی اداروں کے علاوہ تمام سرکاری دفاتر کا وقت صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس مدت کا اطلاق تعلیمی اداروں کے علاوہ دیگر تمام سرکاری دفاتر پر ہوگا۔ مزید یہ کہ سرکاری دفاتر کا اوقات کار صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلے کا مقصد نظام حکومت کو مؤثر بنانا اور عوامی سہولت کو بہتر بنانا ہے۔

۱۷ کروڑ روپے سے زائد کی کرپٹو ٹریڈنگ کے الزام میں چینی شہری گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

پولیس نے ایک چینی شہری کو ۱۷ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے سے زیادہ کی کرپٹو کرنسی کا کاروبار کرنے پر گرفتار کیا ہے۔ کاٹھمنڈو ڈسٹرکٹ پولیس کے مطابق گرفتار ۳۵ سالہ چینی شہری ڈوبی فینگ کھٹمنڈو کے تھامیل میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعے نیپالی شہریوں کو لالچ دیا، ان کا اعتماد حاصل کیا اور ان کے بینک اکاونٹس کا استعمال کرتے ہوئے انہیں دھوکہ دیا۔ اس نے رقم کو کریپٹو کرنسی میں تبدیل کیا اور اسے تجارت کے لیے استعمال کیا۔ کاٹھمنڈو پولیس کے ترجمان ایس پی پون بھٹارائی نے بتایا کہ مخصوص معلومات کی بنیاد پر کھٹمنڈو ضلع پولیس کی ایک ٹیم نے اسے تعمیل میں گرفتار کیا۔ اس کے پاس سے ۱۷۷٫۹ ملین نیپالی روپے مالیت کی کرپٹو کرنسی تین موبائل فون اور ترسیلات زر سے متعلق دستاویزات جس کا نشان انٹرنل ایکسپریس ہے برآمد کیا گیا۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ بھٹارائی نے کہا کہ کاٹھمنڈو ڈسٹرکٹ کورٹ سے ان کے ریمانڈ میں پانچ دن کی توسیع کی اجازت حاصل کرنے کے بعد کیس میں گرفتار افراد کے خلاف مزید تفتیش جاری ہے۔

دلتوں سے معافی مانگنے کے وزیر اعظم کے اعلان کا زبردست خیر مقدم

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

نیپال: کٹھمنڈو سے موصول ہونے والی اس رپورٹ کے مطابق، نیپال کے وزیر اعظم بالیندر شاہ نے ملک کے دلت طبقے پر صدیوں سے ہونے والے مظالم پر معافی مانگنے کا اعلان کیا ہے۔ اس اقدام کو عوام اور سماجی تنظیموں نے کھلے دل سے سراہا ہے۔ اہم نکات: تاریخی پس منظر: نیپال میں دلت برادری کو دہائیوں سے ملک کی سیاسی، معاشی اور سماجی ساخت سے منظم طور پر باہر رکھا گیا ہے۔ انہیں نسل، سماجی مقام اور سرکاری نظام میں شدید ناانصافی اور غیر انسانی سلوک کا سامنا رہا ہے۔

حکومتی اقدام: وزیر اعظم بالیندر شاہ کی نئی حکومت نے اپنی ۱۰۰ نکاتی حکمت عملی کے تحت دلتوں اور تاریخی طور پر محروم طبقات سے باضابطہ معافی مانگنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اصلاحاتی پروگرام: حکومت نے اگلے ۱۵ دنوں کے اندر ان طبقات کی بہتری کے لیے خصوصی اصلاحاتی پروگراموں کے اعلان کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہے۔

عوامی رد عمل: دلت برادری کے رہنماؤں اور سماجی تنظیموں نے اس قدم کو درست سمت میں ایک اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔ تاہم، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ قدم اپنے آپ میں کافی نہیں ہے۔ میڈیا کی رائے: مقامی میڈیا "کٹھمنڈو پوسٹ" کے مطابق، یہ ایک نایاب اور اہم لمحہ ہے، لیکن اس معافی کو حقیقی تبدیلی میں بدلنا ایک بڑا چیلنج ہے۔

کاٹھمانڈو میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف نوجوانوں کا احتجاج

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو ہفتہ کو نوجوان کارکنوں نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے خلاف احتجاج کیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ ایندھن کی قیمتوں میں اضافے سے روزمرہ استعمال کی اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جس سے عام لوگوں پر اضافی مالی بوجھ پڑے گا۔ احتجاجی مظاہرے کے

دوران شرکاء نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر مہنگائی کا بوجھ بند کرو پیٹرول پر ٹیکس کم کرو، عوام کو ریلیف دینے کے لیے ایندھن کی قیمتیں کم کرو اور پیٹرول پر ٹیکس ختم کرو جیسے نعرے درج تھے۔ اس احتجاج کا اہتمام نیشنل جنرل جی سٹیزن کمپین اور اینٹی کرپشن گرینڈ کمپین نیپال نے کیا تھا۔ مظاہرین نے حکومت سے پیٹرول پر عائد مختلف ٹیکسز ختم کرنے اور ایندھن کی قیمتوں میں کمی کر کے صارفین کو ریلیف فراہم کرنے کا بھی مطالبہ کیا

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اظہار خیال کی آزادی کو سلب کرنے پر سوشل میڈیا کی نگرانی

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد رابطہ: ۸۰۹۹۶۹۵۱۸۶

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد
رابطہ: ۸۰۹۹۶۹۵۱۸۶

مرکزی حکومت نے شہریوں سے اظہار خیال کی آزادی کو سلب کرنے سوشل میڈیا پر پوسٹس کی نگرانی کو سخت کرنے اور آئی ٹی قوانین میں ترمیم کا مسودہ پچھلے دنوں جاری کر دیا ہے، اس پر اعتراض و عوامی رائے کے لیے ۱۴ دن کی مہلت دی ہے، مرکزی حکومت سے ڈیجیٹل قوانین کو سخت بنانے اور شہریوں کی سوشل میڈیا پر کی جانے والی پوسٹوں پر قانونی کاروائی کی گنجائش فراہم کرنے وغیرہ ناشرین کے مواد کو بھی قانونی دائرے میں شامل کرنے کے اقدامات کے تحت ان ترامیم پر مختلف گوشوں سے اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے، کہا جارہا ہے کہ اگر ان ترامیم کو حکومت منظور کرتی ہے تو ڈیجیٹل میڈیا پلیٹ فارمس پر جو کہ آزادانہ رائے رکھتے ہوئے، مخالف حکومت مواد پیش کرنے میں خوف محسوس نہیں کررہے ہیں بلکہ آزاد صحافت کو فروغ دینے میں مصروف ہیں، ان پر اب نئے قوانین کے ذریعے قدغن لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے، بھارت کی وزارتِ الیکٹرانکس اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی نے آئی ٹی رولس ۲۰۲۱ میں ترمیم کی تجویز پیش کی ہے، جس کے تحت آن لائن خبروں اور حالاتِ حاضرہ سے متعلق مواد پر حکومتی نگرانی مزید سخت ہوسکتی ہے۔ ان مجوزہ تبدیلیوں کے بعد سوشل میڈیا پر خبریں یا حالاتِ حاضرہ سے متعلق پوسٹ کرنے والے عام صارفین بھی حکومتی نگرانی کے دائرے میں آ سکتے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق حکومت چاہتی ہے کہ اگر سوشل میڈیا پر کوئی ایسا مواد شائع ہو جو خبروں یا حالاتِ حاضرہ سے متعلق ہو تو حکام کو اسے ہٹانے یا اس پر کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ مجوزہ قوانین کے تحت حکومتی ادارے سوشل میڈیا پلیٹ فارمس کے ساتھ ساتھ انفرادی صارفین کو بھی براہِ راست نوٹس جاری کرسکیں گے۔ ان تبدیلیوں کا مقصد حکومت کے مطابق آن لائن پھیلنے والی غلط معلومات، غیر قانونی مواد کو روکنا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمس کو زیادہ جواب دہ بنانا ہے۔ تاہم بعض ماہرین اور ڈیجیٹل حقوق کی تنظیموں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے آزادئ اظہار پوری طرح متاثر ہوگی اور حکومت کو آن لائن مواد پر کارروائی کے لئے زیادہ اختیار مل جائے گا۔ مزید یہ کہ نئی تجاویز کے تحت حکومت کی طرف سے جاری کی جانے والی ہدایات اور مشورے انٹرنیٹ کمپنیوں کے لیے لازمی قرار دیے جاسکتے ہیں اور اگر آن لائن پلیٹ فارمس ان پر عمل نہ کریں تو انہیں قانونی تحفظ (Safe Harbour) سے محروم بھی کیا جاسکتا ہے۔ ملک میں میڈیا اداروں بالخصوص معروف قومی میڈیا پر کارپوریٹ کنٹرول کے بعد حالات کو دیکھتے ہوئے کئی سرکردہ صحافیوں اور شہریوں نے اپنے ڈیجیٹل پلیٹ فارمس کا آغاز کرکے آزاد صحافت کو فروغ دینا شروع کیا ہے، مرکزی حکومت کی وزارت الیکٹرانکس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے ڈیجیٹل قوانین کا جو مسودہ جاری کیا اسے انفارمیشن ٹیکنالوجی سیکنڈ امینڈمنٹ رولس ۲۰۲۶ کا نام دیا گیا ہے، ان قواعد اور رہنمایانہ خطوط کی منظوری کے ذریعے اظہار خیال کی آزادی پر قدغن لگانے اقدامات کیے جارہے ہیں، انٹرنیٹ پر اظہار خیال کی آزادی کے لیے سرگرم اداروں اور تنظیموں کی جانب سے مسودہ پر اعتراض کرکے کہا جارہا ہے کہ حکومت اس طرح کی قانون سازی کے ذریعے جمہوری اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مخالف حکومت آواز کو دبانے کی کوشش کررہی ہے، قومی سطح پر اس مسودہ قانون کی سختی سے مخالفت کی جانے لگی ہے اور کہا جارہا ہے کہ آئندہ ۱۴ دن میں ان قوانین کے خلاف جمہوریت پسند اداروں تنظیموں اور جہد کاروں سے شعور بیداری مہم چلا کر ان قوانین کے خلاف رائے بھیجنے، عوام کو آمادہ کیا جائے گا کیونکہ یہ مسئلہ راست ان کی اظہار خیال کی آزادی سے جڑا ہوا ہے۔ ملک میں سوشل میڈیا کے استعمال کے معاملے میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو سوشل میڈیا کا اسیر نہ ہو، کسی بھی مقام پر دیکھا جاسکتا ہے کہ بچے، بوڑھے، جوان، مرد، عورت ہر کوئی وقت ملتے ہی اپنے آپ کو سوشل میڈیا پر مصروف کرلیتا ہے، سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمس کے استعمال میں واٹس ایپ کو دیگر پلیٹ فارمس پر سبقت حاصل ہے، واٹس ایپ کے ذریعے نہ صرف خبریں حاصل کی جاتی ہیں بلکہ تجارتی اور نجی سرگرمیوں میں بھی یہ مددگار ثابت ہوتا ہے، حالیہ سروے کے مطابق ہندوستان میں واٹس ایپ کے ۵۳۵ ملین یوزرس ہیں جبکہ یوٹیوب ۴۶۷ ملین یوزرس کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے، انسٹاگرام اور فیس بک میں مسابقت ہے اور دونوں کے یوزرس علی الترتیب ۳۶۲ ملین اور ۳۱۴ ملین ریکارڈ کیے گئے ہیں، ٹیلی گرام کے یوزرس ۲۰۰ ملین ہیں جبکہ ایکس کے یوزرس کی تعداد ۲۷ ملین درج کی گئی ہے، سوشل میڈیا کے استعمال کے سلسلے میں عوام کی ترجیحات کے اعتبار سے واٹس ایپ کو اولین ترجیح دی جارہی ہے جبکہ حالیہ عرصے میں ایکس یعنی ٹویٹر کا استعمال صرف مخصوص شعبہ جات سے وابستہ افراد تک محدود ہوچکا ہے، موبائل فون کے بڑھتے استعمال نے ہر شخص کو سوشل میڈیا کی طرف راغب کردیا ہے، مذہبی مقامات ہوں یا پھر تجارتی ادارے ہر عمر سے تعلق رکھنے والے افراد کو موبائل فون میں سوشل میڈیا میں مصروف دیکھا جاتا ہے، سماج میں سوشل میڈیا کے استعمال کے ذریعے خبروں سے متعلق رسائی اور معلومات حاصل کرنے کے رجحان میں گزشتہ دنوں اضافہ ہوا ہے، خبروں کے حصول کے لیے اگرچہ سوشل میڈیا پر کئی ذرائع دستیاب ہیں لیکن ان میں یوٹیوب اور واٹس ایپ سرفہرست تھے عوام کے لیے خبروں کے حصول کے یہ دونوں اہم اور بنیادی ذرائع بن چکے ہیں، ملک میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق انسٹاگرام، فیس بک، ٹیلی گرام اور ایکس کے ذریعے خبروں کے حصول کا رجحان برقرار ضرور ہے لیکن یوٹیوب اور واٹس ایپ کے مقابلے ان کا استعمال کم ہے۔ سروے کے مطابق ۵۵ فیصد یوٹیوب کے استعمال کے ذریعے خبروں کی معلومات حاصل کی جارہی ہیں جبکہ واٹس ایپ کا استعمال ۴۶ فیصد ہے ۵۵ فیصد یوزرس یوٹیوب کے استعمال کو ترجیح دے رہے ہیں جبکہ واٹس ایپ یوزرس کی تعداد ۴۶ فیصد درج کی گئی ہے، انسٹاگرام کے یوزرس ۳۸ فیصد اور فیس بک کے ۳۵ فیصد جو خبروں کے لیے سوشل میڈیا ذرائع کا استعمال کرتے ہیں، صارفین کے لیے ٹیلی گرام ۲۳ فیصد اور ایکس ۱۶ فیصد قابل ترجیح ہے، سماج میں خبروں کے بروقت حصول اور اسکے رجحان میں اضافے کے پیش نظر یوٹیوب نے سبقت حاصل کرلی ہے۔

ایک دوسری رپورٹ کے مطابق دنیا میں انٹرنیٹ کے استعمال خاص طور پر ۵ جی کے استعمال میں اضافے کا رجحان دولت مند اور ترقی یافتہ ممالک میں زیادہ دیکھا جارہا ہے، ۲۰۲۵ کے سروے کے مطابق دنیا کی ۵۵ فیصد آبادی ۵ جی کا استعمال کررہی ہے لیکن دیگر علاقوں میں کافی فرق دیکھا گیا ہے، زائد آمدنی والے ممالک میں ۸۰ فیصد سے زائد عوام کا ۵ جی نے احاطہ کیا ہے جبکہ کم آمدنی والے ممالک میں پانچ فیصد کی کمی ہے، اس طرح دولت مند اور کم آمدنی والے ممالک میں ڈیجیٹل گیاپ دیکھا جارہا ہے، چین، ساؤتھ کوریا اور جاپان جیسے ممالک ۵ جی کے استعمال میں سبقت حاصل کرچکے ہیں، افریقی ممالک اور ساؤتھ ایشیا کے ممالک میں ۵ جی کے استعمال کا رجحان ابھی بھی کم ہے، اس شعبے میں زائد سرمایہ کاری اور حکومتوں کے موافق ڈیجیٹل پالیسیوں کے ذریعے عالمی سطح پر رابطے کو مستحکم کیا جاسکتا ہے، زائد آمدنی والے ممالک میں ۸۴ فیصد آبادی کا احاطہ ۵ جی نے کرلیا ہے، اوسط آمدنی والے ممالک میں ۶۴ فیصد اور لور مڈل آمدنی والے ممالک میں ۴۶ فیصد آبادی ۵ جی کا استعمال کررہی ہے، کم آمدنی والے ممالک میں محض چار فیصد آبادی ۵ جی سے متعارف ہے، ابھی بھی ۴ جی، ۳ جی اور ۲ جی کے استعمال کا سلسلہ جاری ہے، سروے کے مطابق آنے والے دنوں میں دنیا بھر میں ۵ جی کا غلبہ رہے گا۔ پچھلے سال مئی میں گجرات کے معروف روزنامہ 'گجرات سماچار' کے مالک باہو بلی شاہ کو انفورسمینٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) نے منی لانڈرنگ کے الزام میں گرفتار کرلیا تھا، گرفتاری کے فوراً بعد ان کی طبیعت خراب ہوگئی جس کے بعد انہیں احمد آباد کے وی ایس ہاسپٹل لے جایا گیا، لیکن انہوں نے نجی ہاسپٹل میں علاج کروانے کی خواہش ظاہر کی جس پر بعد میں انہیں زائڈز ہاسپٹل منتقل کردیا گیا، باہو بلی شاہ اور ان کے بھائی شریان شاہ گجرات سماچار پبلکیشنز گروپ کے مشترکہ مالک ہیں جس کا آغاز ۱۹۳۲ میں ہوا تھا، میڈیا کے علاوہ باہو بلی شاہ ۱۵ سے زائد کاروباری اداروں سے بھی وابستہ ہیں، مقامی میڈیا رپورٹ کے مطابق ۱۳ مئی کی صبح انکم ٹیکس کی ٹیم نے دونوں بھائیوں کے مختلف دفاتر اور رہائشی مقامات پر چھاپے مارے بعد ازاں ای ڈی کی ٹیم بھی وہاں پہنچ گئی اور مختلف مقامات پر تلاشی کے بعد باہو بلی شاہ کو گرفتار کرلیا گیا، اس کے بعد سے اس کاروائی کو لے کر سیاسی حلقوں میں بھی ہلچل دیکھی گئی گجرات کانگریس کے صدر اور راجیہ سبھا رکن شکت سنگھ گوہل نے شاہ کی گرفتاری پر سخت رد عمل ظاہر کیا تھا، انہوں نے الزام لگایا کہ شاہ کو اس لیے نشانہ بنایا گیا کیونکہ انہوں نے مرکز کی بی جے پی حکومت کے خلاف آواز اٹھائی، ایکس پر اپنے بیان میں گوہل نے کہا کہ سچ کے لیے کھڑے ہونے کی سزا دینا بی جے پی کا مزاج بن چکا ہے، گجرات سماچار نے حال ہی میں ہند پاکستان کشیدگی کے معاملے پر حکومت کو آئینہ دکھایا تھا اور سوال کیا تھا، انہوں نے مزید کہا کہ چند ہفتے قبل جب شاہ کے یہاں چھاپے مارے گئے تھے، تب ان کا خاندان والدہ اسمرتی بین کے سوگ میں تھا، باہو بلی شاہ نہ صرف ایک بزرگ شہری ہیں بلکہ ایک سنگین طبّی مسائل سے بھی دوچار ہیں، گوہل نے اس گرفتاری کو میڈیا کی آزادی پر حملہ قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ تمام میڈیا گودی میڈیا نہیں ہوتا جو حکومت کے کہنے پر چلے، اسی دوران گجرات سماچار کا سوشل میڈیا اکاؤنٹ ایکس ٹویٹر بھی بلاک کردیا گیا، یہ گرفتاری ایسے وقت ہوئی ہے جب حکومت پر پہلے ہی میڈیا کی آزادی کو محدود کرنے کے الزامات لگ رہے ہیں اور اس سے ملک میں صحافت کی خود مختاری پر ایک بار پھر سوال کھڑے ہوگئے ہیں۔ لوک سبھا میں قائد حزب اختلاف اور کانگرس کے رہنما راہل گاندھی نے بھی گجرات سماچار کے ڈائریکٹر باہو بلی شاہ کی گرفتاری اور میڈیا ہاؤس پر ای ڈی کی کاروائی کو جمہوریت پر حملہ قرار دیا تھا، راہل گاندھی نے سخت الفاظ میں کہا تھا کہ گجرات سماچار کو خاموش کرنے کی کوشش صرف ایک اخبار کی نہیں بلکہ پورے جمہوری نظام کی آواز دبانے کی ایک اور سازش ہے، جب اقتدار کو آئینہ دکھانے والے اخباروں پر تالے لگائے جاتے ہیں، جب سمجھ لیجئے کہ جمہوریت پوری طرح خطرے میں ہے، باہو بلی شاہ کی گرفتاری خوف کی اسی سیاست کا حصہ ہے، جو اب مودی حکومت کی شناخت بن چکی ہے، ملک نہ ڈنڈے سے چلے گا نہ ڈر سے، بھارت چلے گا سچ اور ائین سے، کانگریس صدر ملیکار جن کھڑگے نے بھی سخت رد عمل دیا تھا، انہوں نے وزیر اعظم مودی کے ایک حالیہ انٹرویو کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مودی جی نے حال ہی میں ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ تنقید جمہوریت کی روح ہے، گجرات سماچار ۱۹۳ سال پرانا ادارہ ہے جس کے بانی بزرگ باہو بلی شاہ کو ای ڈی سے گرفتار کراکے مودی جی نے ثابت کردیا ہے کہ تنقید کرنے والوں کی گرفتاری تاناشاہ کے خوف کی پہلی علامت ہے، جس نے بھی اس حکومت کے خلاف آواز اٹھائی اور جس نے بی جے پی سے سمجھوتہ نہیں کیا اسے جیل جانا پڑا، حکومت کی جانب سے آزاد میڈیا پر دباؤ ڈال کر اسے اپنے حق میں استعمال کرنا جمہوریت کے لیے انتہائی ہلاکت خیز ہے۔

آپ کو یاد ہوگا گزشتہ سال ستمبر میں نیپال میں کرپشن اور حکومت کی جانب سے سوشل میڈیا پر پابندی کے خلاف Gen-Z کے احتجاج کے دوران مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپوں میں ۱۹ افراد ہلاک اور ۳۴۰ سے زیادہ زخمی ہوگئے تھے، کاٹھمنڈو کے Baneshwar علاقے میں Gen-Z کا احتجاج پُر تشدد ہونے پر پولیس نے گولی باری شروع کردی تھی اور وہاں انقلاب برپا ہوگیا تھا، ہنگامہ آرائی کی روک تھام کیلئے ملک کے مختلف حصوں میں کرفیو نافذ کرنے کے احکامات جاری کئے گئے تھے۔ Gen-Z احتجاج، Facebook، Instagram، ایکس اور یوٹیوب سمیت سبھی غیر رجسٹرڈ، شدہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ملک گیر پابندی عائد کئے جانے کے بعد شروع ہوا تھا اور پورے ملک میں پھیل گیا تھا، اس انقلاب کے نتیجے میں حکومت کو استعفی دینا پڑا تھا، اب تو وہاں نئی حکومت قائم ہوچکی ہے۔ جمہوریت کا جوہر اس کی وسعت ظرفی برداشت اور مکالمے کی روایت میں پنہاں ہوتا ہے، جہاں اختلافات کو دبایا جائے وہاں جمہوریت کا نام لینا محض ایک دکھاوا رہ جاتا ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جب حکمراں تنقید، حق اور سچ سننے سے ڈرنے لگے، جب وہ طنز کے سامنے کمزور پڑنے لگے اور سچائی کو طاقت کے ذریعے دبانے کی کوشش کرکریں تو ان کی جڑیں پہلے سے زیادہ کھوکلی ہوجاتی ہیں، جمہوریت میں طاقت عوام کے پاس ہوتی ہے اور اگر عوام کی زبان بندی کی جاتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہی عوام اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں گے، یہ سلسلہ اگر نہ رکا تو وہ وقت بھی آئے گا جب یہی قانون حکومت حکومتی ایوانوں کی بنیاد ہلانے لگیں گے، کیا بھارتی حکومت رفتہ رفتہ اسی جانب پیش قدمی کررہی ہے اور عوام کے جمہوری حقوق کو سلب کرنے کوشش ہورہی ہے؟ پھر ہم اور آپ کب بیدار ہونگے؟

(مضمون نگار معروف صحافی، سیاسی تجزیہ نگار اور کل ہند معاشرہ بچاؤ تحریک کے جنرل سکریٹری ہیں)

sarfarazahmedqasmi@gmail.com

غزل

بائبل گیتا نہ قران سے ڈر لگتا ہے
ان پہ چھائے ہوئے بھگوان سے ڈر لگتا ہے
اپنا ارمان تجھے کیسے کہوں جان غزل
اب مجھے اپنے ہی ارمان سے ڈر لگتا ہے
کیا پتا کون سی صورت میں وصولیں گے، مجھے
یوں بڑے لوگوں کے احسان سے ڈر لگتا ہے
کیا قیامت کا زمانہ ہے جدھر بھی دیکھیں
امن انسان کو انسان سے ڈر لگتا ہے
منتشر خستہ و برباد ہے پھر بھی لیکن
کیوں یہودی کو مسلمان سے ڈر لگتا ہے
حیدری فیض ہے مظہر جو فقط دنیا میں
ظالم وقت کو ایران سے ڈر لگتا ہے

مظہر میاں مظہر
رام پوری ریسرچ اسکالر شعبہ اردو روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی
پتہ: کھاری کواں جین انٹر کالج رامپور یوپی
موبائل: ۹۹۲۶۱۰۲۹۱۴

اداریہ

جنگ بندی میں پاکستان کا کردار

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

مشرقِ وسطیٰ میں حالیہ کشیدگی، خصوصاً ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان بڑھتے ہوئے تناؤ نے عالمی امن کو شدید خطرات سے دوچار کردیا تھا۔ 28 فروری کو تہران میں ہونے والے حملے اور اس میں سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ائی کی شہادت کے بعد صورتحال تیزی سے بگڑتی چلی گئی اور پورا خطہ ایک بڑی جنگ کے دہانے پر پہنچ گیا۔

اس دوران دونوں جانب سے شدید حملوں اور جوابی کارروائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اگرچہ ہر فریق اپنی کارروائیوں کو دفاعی قرار دیتا رہا، لیکن زمینی حقائق نے یہ ظاہر کیا کہ اس جنگ میں نہ صرف فوجی اہداف بلکہ شہری علاقوں کو بھی نقصان پہنچا۔ خاص طور پر امریکہ کی جانب سے ایران پر کیے جانے والے حملوں کو مختلف حلقوں میں غیر متناسب اور ظالمانہ قرار دیا گیا، جہاں امریکہ نے ایران کے مدرسے پر حملہ کیا اور جس میں ایک سو ساٹھ سے زائد طالبات اور اساتذہ کی شہادت ہوئی، امریکہ اسرائیل نے ایران کو مٹانے کے منصوبے سے حملے جاری رکھے جس سے خطے میں مزید کشیدگی بڑھتی گئی، جس نے عالمی سطح پر مزید تشویش کو جنم دیا اور خطے کے امن کو خطرے میں ڈال دیا۔

دوسری جانب ایران نے بھی سخت ردعمل دیتے ہوئے واضح کیا کہ وہ کسی بھی جارحیت کا بھرپور جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایران نے امریکہ اور اسرائیل کے حملوں کے بعد جوابی کارروائی میں اسرائیل سمیت خطے میں موجود امریکی فوجی اڈوں کو نشانہ بنایا، دبئی، قطر، بحرین، کویت، سعودیہ عربیہ جہاں بھی امریکی سفارتخانہ اور فوجی اڈے موجود تھے ایران نے ہر ایک بار وار کیا،

اس کشیدگی کے اثرات صرف جنگی میدان تک محدود نہیں رہے بلکہ عالمی معیشت بھی اس سے متاثر ہوئی، خصوصاً آبنائے ہرمز کی ممکنہ بندش نے تیل کی عالمی ترسیل کے حوالے سے خدشات کو بڑھادیا۔

پوری دنیا میں پٹرول، ڈیزل، گیس کی قیمتوں نے آسمان چھونا شروع کیا پوری معیشت خطرے میں دیکھ کر ایسے نازک اور خطرناک حالات میں پاکستان کا کردار ایک ذمہ دار اور سنجیدہ ثالث کے طور پر سامنے آیا۔ پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کی قیادت میں ہونے والی سفارتی کوششوں نے دونوں فریقین کے درمیان کشیدگی کو کم کرنے اور جنگ بندی کی راہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ اقدام نہ صرف خطے کے لیے بلکہ عالمی امن کے لیے بھی ایک مثبت پیش رفت کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔

یہ جنگ بندی اگرچہ وقتی ہے، لیکن اس نے ایک اہم سوال کو جنم دیا ہے کہ کیا یہ پائیدار امن کی بنیاد بن سکے گی یا محض ایک وقفہ ثابت ہوگی؟ اس تناظر میں ایک اور اہم پہلو ہندوستان کا ہے، جو خطے کی بدلتی ہوئی سفارتی صورتحال کو بغور دیکھ رہا ہے۔ پاکستان کے بطور ثالث ابھرنے سے علاقائی سفارتی توازن میں تبدیلی کا امکان ہے، جو ہندوستان کے لیے ایک چیلنج بھی بن سکتا ہے اور اسے اپنی خارجہ حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی پر مجبور کر سکتا ہے۔

آخر میں یہ حقیقت واضح ہے کہ جنگ کسی بھی مسئلے کا دیرپا حل نہیں ہوتی۔ اگر پاکستان اپنی دانشمندانہ سفارت کاری کو اسی طرح جاری رکھتا ہے تو وہ نہ صرف اس جنگ بندی کو برقرار رکھنے میں بلکہ پورے خطے میں مستقل امن کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے۔ آنے والا وقت ہی یہ طے کرے گا کہ یہ کوششیں کس حد تک کامیاب ثابت ہوتی ہیں، مگر فی الحال یہ ایک امید کی کرن ضرور ہیں۔

خصوصی کالم برائے مراسلات

معزز قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ نیپال اردو ٹائمز ہمالیہ کی وادیوں سے اردو صحافت کا روشن مینار ہے جس کے ذریعے سے ملک نیپال میں اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے ہماری ٹیم سرگرم عمل ہے، قارئین حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اخبار کو پڑھیں اور اپنی آرا ہمیں ارسال فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

+918795979383
weeklynepalurdutimes@gmail.com

فلسطین: امام اور عوام بھوک سے نڈھال!!

تحریر۔۔

جاوید بھارتی

یوں تو سوشل میڈیا پر ایک سے ایک پوسٹ نظر سے گزرتی ہے، سماج میں ایک سے بڑھ کر ایک روایات دیکھنے کو ملتی ہے، معاشرے کے اندر ایک سے بڑھ کر ایک رسم بھی دیکھنے کو ملتی ہے، سوسائٹی کے اندر مختلف تقریب دیکھنے کو ملتی ہے لیکن کبھی کبھی کچھ ایسی چیزیں نظر سے گزرتی ہیں جو دل کو جھنجھوڑ دیتی ہیں، آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں سینے میں دل رکھنے والا انسان کبھی کبھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے،، دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جن کے پاس آنکھیں ہیں مگر اس میں بینائی نہیں ہے، ہاتھ ہیں مگر پکڑنے کی طاقت نہیں ہے، پاؤں ہیں مگر چلنے کی طاقت و صلاحیت نہیں ہے، دل و دماغ ہے لیکن سوچنے اور غور کرنے اور فیصلہ لینے کی صلاحیت نہیں ہے،،

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے سینے میں دل ہے لیکن احساس کرنے کے لئے ان کے پاس فرصت نہیں اور ایسا ہی انسان خود غرضی پر آمادہ ہوتا ہے اور ایسا ہی انسان غرور و گھمنڈ کی چادر بھی اوڑھ لیتا ہے۔

ایک انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ انسانیت کی چادر اوڑھے، خدمت خلق میں حصہ لے یعنی ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے، قربت کا راستہ اختیار کرے، اپنے سے بڑوں کا احترام کرے اور عزت کرے اور اپنے سے چھوٹوں پر شفقت پیار و محبت بھری نظر ڈالے،، روایات میں تو یہاں تک ملتا ہے کہ جو شخص اپنے بڑوں کی عزت نہ کرے اور اپنے سے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے تو اس شخص کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مومن نہیں ہے۔

ایک انسان کے اعضاء سے دوسرے انسان کے اعضاء کو تکلیف پہنچے تو وہ مومن نہیں، تجارت میں جو دھوکا دے وہ مومن نہیں، جو رشتہ داری میں درار پیدا کرے وہ مومن نہیں، جو اپنے مفاد کے لئے جھوٹ غیبت چغلی کا سہارا لے وہ مومن نہیں۔

اسی طرح ایک انسان ایک مسلمان اگر دوسرے کسی انسان کو مصیبت میں مبتلا دیکھے سخت ترین مشکلات سے کراہتا ہوا دیکھے اور اس کے بعد بھی اس کا دل نہ پسیجے، اسے رحم نہ آئے، ہمدردی نہ آئے تو اس شخص کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ وہ حاجی ہو سکتا ہے، نمازی ہو سکتا ہے، محدث، مفکر، مقرر، مناظر ہو سکتا ہے لیکن وہ نیک نہیں ہو سکتا۔

ذرا غور کریں کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں ہماری اصل اوقات اور حیثیت کیا ہے اور ہم خود کو سمجھتے کیا ہیں کسی کی بھوک پیاس کا ہمیں احساس نہیں، کسی کے دکھ درد کا ہمیں احساس نہیں، کسی کی غربت اور مجبوری کا ہمیں احساس نہیں، مسجد کا متولی اور صدر بن گیا تو امام پر دھونس جمانے لگا، مدرسے کا ناظم بن گیا تو علماء کا امتحان لینے لگا، خطیب ہو گیا تو منبر رسول سے قصے کہانیاں سنانے لگا، اللہ نے آواز اچھی عطا کر دی تو اسٹیج پر آنے کے لئے طوائفوں کی طرح ریٹ اور فیس مقرر کرنے لگا، نعت خوانی کو آلہ کار بنا کر پیسوں کے لئے جھگڑنے لگا، اللہ نے آسودگی عطا کر دی تو مزدوروں کا خون چوسنے لگا۔ درس وتدریس کے میدان میں اللہ نے تھوڑا بلندی بخشی تو اپنے گھر والوں کو بھائیوں بہنوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا، انسان ہو کر انسانیت کو کراہنے اور سسکنے پر مجبور کرنے لگا، کل تک خانقاہوں سے دین کی تبلیغ ہوتی تھی آج خانقاہوں کو پیٹ بھرنے اور جیب بھرنے کا ذریعہ بنایا جانے لگا، کل تک خانقاہوں کے ارد گرد رہنے والے انتہائی عقیدت و احترام و محبت سے رہتے تھے اور آج خانقاہوں کے ارد گرد گانجہ پیا جانے لگا جبکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم خانقاہوں اور اولیاء کرام کے آستانوں پر پہنچیں تو اپنے حالات، اعمال و افعال پر نظر ڈالیں اور دل پر ہاتھ رکھ کر غور کریں کہ آخر صاحب آستانہ نے زندگی میں کتنے اچھے کام کئے کہ مرنے کے بعد بھی مرکز عقیدت بنے ہوئے ہیں،، اللہ تبارک وتعالیٰ اولیاء کرام کے مزارات پر انوار و رحمت کی بارش فرمائے آمین۔

میدان محشر میں جمع سب کو ہونا ہے، سوال وجواب کا سامنا سب کو کرنا ہے، امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، شہری ہو یا دیہاتی، عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا سب کو اعمال کے بدلے جزا اور سزا ملے گی،، جزا اور سزا سے پہلے دنیا میں جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق سوال ہوں گے، وہاں رشوت نہیں چلے گی، سفارش نہیں چلے گی اور یاد رکھیں سوال کرنے والی ذات اللہ رب العالمین کی ہو گی اس کے سامنے سارے انسان صف آرا ہوں گے گرجدار آواز آئے گی لمن الملک الیوم بتاؤ آج کے دن کا مالک کون ہے، بتاؤ بادشاہ کون ہے، بتاؤ کس کی حکومت ہے یہ آواز اور سوال سنتے ہی وہ سارے لوگ بھی لرزہ براندام ہوں گے، تھر تھر کانپتے ہوں گے جو دنیا میں بڑے بڑے پروٹوکول کے ساتھ چلتے ہیں، سیکورٹی فورسز کے جھرمٹ میں چلتے ہیں، جن کے ایک حکم پر کتنے لوگوں کی زندگی کے حالات تبدیل ہو جاتے ہیں لیکن میدان محشر میں اور بارگاہ خداوندی میں سب کے سب بے بس ہوں گے،، دنیا میں اپنا حکم چلانے والوں وہاں خود تمہارے اعضاء کے کسی حصے پر بھی تمہارا حکم نہیں چلے گا۔

ائے عرب کے حکمرانوں: جب اللہ تبارک وتعالیٰ سوال کرے گا کہ میرے بندوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا تھا ان کی نسل کشی کی جا رہی تھی تو تمہاری غیرت کہاں تھی تم کیوں خاموش تھے؟ جب بموں سے میرے بندوں کے پرخچے اڑائے جا رہے تھے اور ان کے جسموں کے ٹکڑوں کو ہواؤں میں اڑایا جا رہا تھا تو تم کیوں خاموش تھے؟ جب میرے بندوں کو یہود ونصاریٰ بھوکا پیاسا تڑپا رہے تھے اور ان کے گھروں پر بم گرا رہے تھے تو تم کیوں خاموش تھے؟ یہود ونصاریٰ کے ظلم و ستم کی وجہ سے میرے بندے دانے دانے کو ترس رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے گھاسیں کھا رہے تھے تو تم تماشہ کیوں دیکھ رہے تھے؟ میرے بندے دنیا میں بے یار و مددگار تھے، لاچار تھے، جسموں کو چھپانے کے لئے کپڑے نہیں تھے، رہنے کے لئے مکان نہیں تھے، علاج کے لئے دوا، اسپتال اور کسی طرح کے وسائل نہیں تھے تو تم رقص و سرور کی محفل کیوں سجا رہے تھے؟ دنیا میں میرے بندے مظلوم تھے تو تم ظالم کا استقبال کیوں کر رہے تھے؟ یہاں تک کہ جب تمہاری مسجد کا امام اتنا بھوکا پیاسا تھا کہ اسے منبر پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تھی، خطبہ دینے کی طاقت نہیں تھی، سیدالأیام کے موقع پر بھی وہ کہتا ہے کہ ائے اللہ کے بندوں ائے مصلیوں میں بہت بھوکا ہوں اور تم بھی بھوکے ہو،، بھوک کی وجہ سے میرے اندر بولنے کی طاقت نہیں ہے اور بھوک کی وجہ سے تمہارے اندر سننے کی طاقت نہیں ہے آو نماز قائم کرتے ہیں آؤ نماز پڑھ لیں،، اتنا کہہ کر امام مصلے پر جاتا ہے اور اقامت کہی جاتی ہے،، ائے مسلم ممالک کے حکمرانوں جب میدان محشر میں رب ذوالجلال اس معاملے سے متعلق سوال کرے گا تو تم کیا جواب دو گے؟

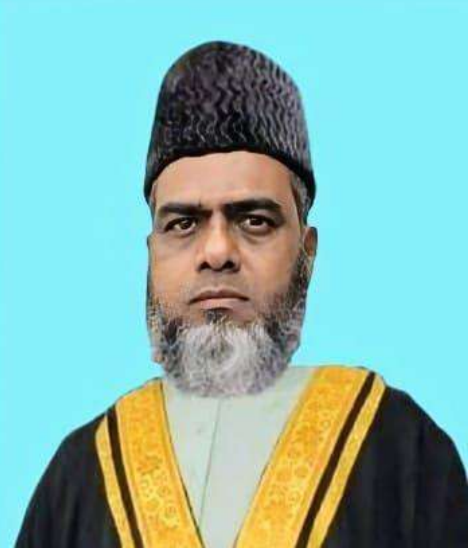

آئے عرب ممالک کے لوگوں اور حکمرانوں اللہ نے تمہیں فضیلت عطا کی خانہ کعبہ تمہاری سرزمین پر، قرآن نازل ہوا تمہاری زبان میں، قرآن نازل ہوا تمہاری سرزمین پر، خاتم الانبیاء کی ولادت ہوئی تمہاری سرزمین پر، جس بستی کو اللہ نے ام القراء کا درجہ دیا وہ بستی تمہاری سرزمین پر، (یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ) یہ آیت بھی نازل ہوئی تمہاری سرزمین پر، آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت تمہاری سرزمین پر، بدر و حنین، احد و خندق جیسی فیصلہ کن اسلامی جنگ ہوئی تمہاری سرزمین پر اس کے باوجود بھی ان سارے معاملات اور خصوصیات کو پیٹھ دکھاتے ہوئے آج تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست بنا رہے ہو امریکی صدر ٹرمپ کو خوش کرنے کے لئے تم حضرت خالد بن ولید کے واقعات و خدمات کی دھجیاں اڑا رہے ہو ان معاملات سے متعلق پروردگار جب سوال کرے گا تو تمہارے پاس کیا جواب ہو گا؟

مسجد جا کر کہتے ہو (ایاک نعبد و ایاک نستعین) اور محل میں بیٹھ کر مدد مانگتے ہو امریکہ اور یوکرین سے اور نہیں تو دوسرے ملکوں کے مسلمانوں پر ہر وقت شرک وبدعت کا فتویٰ لگاتے ہو،، اللہ کہتا ہے کہ میں تمہیں سربلند رکھوں گا شرط یہ ہے کہ تم مومن بنو اور مجھ پر بھروسہ رکھو اور تمہارا حال یہ ہے کہ امریکہ سے سربلندی کی بھیک مانگ رہے ہو ،، قرآن پڑھتے ہو (وتعز من تشاء وتذل من تشاء) اے اللہ عزت وذلت دینا تیرے اختیار میں ہے،، پھر کیوں عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے امریکہ کو پکارتے ہو،، یہی وجہ ہے کہ آج تمہارے پاس پیٹرول و ڈیزل ہے، سونے چاندی اور ہیرے جواہرات ہیں اور تمہارے پاس دولت کا انبار ہے پھر بھی آج تمہیں اسرائیل و امریکہ انگلیوں پر نچا رہے ہیں،، یعنی تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے، تمہارے قول و عمل میں تضاد ہے۔

یہ سچائی ہے کہ آج دنیا میں ۵۷ مسلم ممالک ہیں ایران کو چھوڑ کر باقی سب ربڑ کی مہر ہیں،، ربڑ اسٹمپ سے زیادہ ان کی اوقات نہیں بس چمچماتی ہوئی کار میں چلنا، کھانا پینا سجنا اور سنورنا یہی ان کا شیوہ ہے خود اپنے ملک کی حفاظت کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں،، ان ممالک کے حکمرانوں نے اپنا طرز عمل تبدیل نہیں کیا تو وہ دن بھی آسکتا ہے کہ سب کچھ چھن جائے گا،، یہاں تک کہ حکومت کی باگ ڈور بھی باقی نہیں رہے گی،، اس لئے آنکھیں کھولنے، سوچنے و سمجھنے اور صحیح فیصلہ لینے کا وقت ہے ورنہ بربادی کے فسانے کی آہٹ تو اب ہر روز سنائی دیتی ہے۔

جاوید اختر بھارتی
(سابق سکریٹری یوپی بنکر یونین)
محمد آباد گوہنہ
ضلع مئو یوپی

تلنگانہ کی طرز پر 'ہیٹ اسپیچ' کے خلاف قومی قانون کا نفاذ وقت کا تقاضا

ہندوستان ایک کثیر مذہبی، کثیر الثقافتی اور جمہوری ملک ہے، جہاں صدیوں سے مختلف مذاہب، زبانوں اور ثقافتوں کے لوگ باہمی احترام اور ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزارتے آئے ہیں۔ یہی تنوع اس ملک کی اصل طاقت رہا ہے، لیکن گزشتہ کچھ برسوں میں یہ طاقت ایک امتحان سے گزر رہی ہے۔ فرقہ وارانہ کشیدگی، نفرت انگیز تقاریر (ہیٹ اسپیچ) اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلنے والی اشتعال انگیزی نے نہ صرف سماجی تانے بانے کو کمزور کیا ہے بلکہ اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں، کے لیے خوف اور عدم تحفظ کی فضا بھی پیدا کی ہے۔

ایسے حالات میں تلنگانہ حکومت کی جانب سے ''ہیٹ اسپیچ اور ہیٹ کرائم روک تھام بل ۲۰۲۶'' کا پیش کیا جانا ایک اہم پیش رفت ہے، جس نے ملک گیر سطح پر اس بحث کو نئی جہت دی ہے کہ آیا اس نوعیت کا سخت اور جامع قانون پورے ہندوستان میں نافذ کیا جانا چاہیے۔ اس بل کے تحت نفرت انگیز تقاریر اور ان سے جڑے جرائم کے لیے سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں، جن میں کم از کم ایک سال سے لے کر دس سال تک قید اور بھاری جرمانے شامل ہیں، جبکہ اسے غیر ضمانتی جرم قرار دینے کی بھی تجویز دی گئی ہے۔

یہ قانون ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب ملک کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی رویے اور اشتعال انگیز بیانات میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ کہیں مسلمانوں کی دکانوں کے بائیکاٹ کی اپیل کی جاتی ہے، کہیں مذہبی بنیادوں پر کاروبار کرنے سے روکا جاتا ہے، اور کہیں معمولی تنازعات کو فرقہ وارانہ رنگ دے کر تشدد بھڑکایا جاتا ہے۔ ان تمام واقعات میں ایک قدر مشترک ہے— نفرت کو ہوا دینے والی زبان اور بیان۔

کرناٹک بھی اس سلسلے میں ایک قدم آگے بڑھ چکا ہے، جہاں ہیٹ اسپیچ کے خلاف سخت قانون نافذ کیا گیا ہے۔ اس قانون میں مذہب، ذات یا برادری کی بنیاد پر نفرت پھیلانے کو جرم قرار دیا گیا ہے، چاہے وہ زبانی ہو، تحریری ہو یا ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے ہو۔ تلنگانہ کا بل دراصل اسی ماڈل کی ایک جدید اور زیادہ جامع شکل ہے، جس میں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو بھی براہ راست قانون کے دائرے میں لایا گیا ہے۔

ڈیجیٹل دور میں نفرت انگیز تقاریر کا پھیلاؤ ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ ایک ویڈیو، ایک ٹوئٹ یا ایک واٹس ایپ پیغام چند لمحوں میں لاکھوں افراد تک پہنچ کر نہ صرف جذبات کو بھڑکا سکتا ہے بلکہ زمینی سطح پر تشدد کو بھی جنم دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ موجودہ قانونی ڈھانچہ اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے ناکافی ہے، اور ایک مربوط قومی قانون وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

لیکن اس تمام تر صورتحال کے بیچ ایک اور حقیقت بھی موجود ہے—اور وہ ہے مسلمانوں کی برداشت، صبر اور انسان دوستی۔ بڑھتے ہوئے دباؤ اور امتیازی رویوں کے باوجود ملک کے مختلف حصوں میں مسلمان آج بھی گنگا جمنی تہذیب کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی ایک زندہ مثال ہریانہ میں پیش آنے والا واقعہ ہے، جہاں ایک مسلمان بھنگار فروش، حاجی اختر خان، کو کباڑ میں لاکھوں روپے مالیت کے سونے کے زیورات ملے، لیکن انہوں نے ایمانداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ زیورات پولیس کے حوالے کر دیے۔

یہ واقعہ نہ صرف ایک فرد کی دیانتداری کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ نفرت کے اس ماحول میں بھی انسانیت زندہ ہے۔ جب شرما خاندان کو ان کے زیورات واپس ملے تو جذباتی مناظر دیکھنے کو ملے—ایک مسلمان اور ایک ہندو خاندان کے درمیان وہی محبت اور اعتماد جو اس ملک کی اصل پہچان ہے۔ ایسے واقعات اس بیانیے کو چیلنج کرتے ہیں جو مسلمانوں کو مشکوک یا مخالف کے طور پر پیش کرتا ہے۔

دوسری جانب، بین الاقوامی سطح پر بھی ہندوستان میں مذہبی آزادی کی صورتحال پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے اپنی حالیہ رپورٹ میں ہندوستان کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کرنے کی سفارش کی ہے جہاں مذہبی آزادی کے حوالے سے 'خاص تشویش' پائی جاتی ہے۔ رپورٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ۲۰۲۵ کے دوران مذہبی اقلیتوں، خاص طور پر مسلمانوں اور عیسائیوں، کے خلاف واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ اس رپورٹ میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور دیگر اداروں کے کردار پر بھی سوال اٹھائے گئے ہیں، جبکہ امریکی حکومت کو ان کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اگرچہ ہندوستانی حکومت نے ان الزامات کو مسترد کرتے ہوئے رپورٹ کو جانبدارانہ قرار دیا ہے، لیکن اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ مسئلہ اب عالمی توجہ کا مرکز بن چکا ہے۔

یہاں یہ سوال بھی اہم ہے کہ کیا ایسے قوانین آزادیٔ اظہار رائے کو محدود کر سکتے ہیں؟ ہندوستان کا آئین ہر شہری کو اظہار رائے کی آزادی دیتا ہے، لیکن یہ آزادی مطلق نہیں ہے۔ اگر کوئی تقریر یا بیان دوسروں کے خلاف نفرت، تشدد یا امتیاز کو فروغ دیتا ہے تو اسے روکنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ہیٹ اسپیچ کے خلاف قانون سازی کرتے وقت ایک متوازن نقطہ نظر اپنایا جائے، جس میں نہ صرف سختی ہو بلکہ شفافیت اور احتساب بھی یقینی بنایا جائے۔

قانونی ماہرین کے مطابق، کسی بھی مؤثر قانون کے لیے ضروری ہے کہ اس میں ''ہیٹ اسپیچ'' کی واضح تعریف دی جائے، تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہو۔ اگر تعریف مبہم ہو گی تو یہ قانون سیاسی مخالفین یا اختلافی آوازوں کو دبانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس لیے عدلیہ، میڈیا اور سول سوسائٹی کو بھی اس عمل میں شامل کرنا ضروری ہے تاکہ ایک متفقہ اور منصفانہ قانون تشکیل دیا جا سکے۔

مسلمانوں کی زندگی اور ان کے مسائل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم صرف اعداد و شمار یا سیاسی بیانات تک محدود نہ رہیں بلکہ زمینی حقیقتوں کا جائزہ لیں۔ ایک عام مسلمان آج بھی اپنے روزگار، تعلیم، مذہبی آزادی اور سماجی وقار کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ اس کے باوجود وہ ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے اور بھائی چارے کی فضا کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ نفرت انگیز تقاریر کا سب سے زیادہ اثر عام لوگوں پر پڑتا ہے، جو نہ تو سیاست میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی طاقتور ادارے کا حصہ ہوتے ہیں۔ جب کسی کمیونٹی کو مسلسل نشانہ بنایا جاتا ہے تو اس کے اندر خوف، بے چینی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے، جو ایک صحت مند معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔

تلنگانہ اور کرناٹک کی مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اگر سیاسی عزم موجود ہو تو ایسے قوانین بنائے جا سکتے ہیں جو نفرت انگیز تقاریر کو روکنے میں مؤثر ثابت ہوں۔ لیکن اصل چیلنج ان قوانین کا منصفانہ نفاذ ہے۔ اگر قانون صرف کاغذوں تک محدود رہے یا اسے امتیازی انداز میں نافذ کیا جائے تو اس کے نتائج بھی منفی ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا، وقت کا تقاضا ہے کہ مرکزی حکومت ایک جامع قومی پالیسی مرتب کرے، جس میں تمام ریاستوں کے تجربات کو مد نظر رکھا جائے۔ اس پالیسی میں نہ صرف قانون سازی شامل ہو بلکہ عوامی شعور بیدار کرنے، تعلیمی نصاب میں رواداری کو فروغ دینے اور میڈیا کے کردار کو بھی واضح کیا جائے۔ اس موقع پر کہنا بجا ہو گا کہ ہندوستان کی اصل طاقت اس کی وحدت میں ہے، اور یہ وحدت اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب ہر

شہری کو برابر کا احترام اور تحفظ حاصل ہو۔ نفرت انگیز تقاریر کے خلاف قانون سازی اسی سمت میں ایک اہم قدم ہو سکتی ہے، بشرطیکہ اسے دیانتداری، شفافیت اور غیر جانبداری کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ فی الحال ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نفرت کے بجائے محبت کو فروغ دیں، تقسیم کے بجائے اتحاد کو ترجیح دیں، اور اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے احترام کو برقرار رکھیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پورے ہندوستان کو ایک پرامن، مستحکم اور ترقی یافتہ مستقبل کی طرف لے جا سکتا ہے۔

,Javed Jamaluddin
Editor In Chief ./HOD
.Contact :9867647741
۰۲۲۲۴۱۶۷۷۴۱

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

خوف کی قید میں زندگی، فوبیا کی حقیقت اور اس کا علاج

{ڈاکٹر محمد ارشد خان علیمی}

انسان کی زندگی میں خوف ایک فطری جذبہ ہے۔ یہ جذبہ قدرت نے انسان کی حفاظت کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ خطرناک حالات سے بچ سکے۔ اگر کوئی انسان آگ، گہرے پانی یا کسی خطرناک جانور کو دیکھ کر خوف محسوس کرتا ہے تو یہ ایک فطری اور مفید ردِ عمل ہے۔ مگر بعض اوقات یہی خوف اپنی فطری حدود سے تجاوز کر کے ایک بیماری کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جب کسی چیز، شخص، جگہ یا صورتحال سے حد سے زیادہ، غیر معقول اور بے وجہ خوف پیدا ہو جائے تو اسے طبِ نفسیات کی زبان میں فوبیا (Phobia) کہا جاتا ہے۔

فوبیا دراصل ایک ایسی نفسیاتی کیفیت ہے جس میں انسان اپنے خوف کی شدت سے اچھی طرح واقف بھی ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ اپنے خوف پر قابو نہیں پا پاتا۔ مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خوف حقیقت سے زیادہ ہے اور اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، گھبراہٹ ہونے لگتی ہے اور وہ اس چیز یا صورتحال سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی کیفیت آہستہ آہستہ انسان کی روزمرہ زندگی، سماجی تعلقات اور پیشہ ورانہ کارکردگی کو بھی متاثر کرنے لگتی ہے۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق فوبیا ایک عام نفسیاتی بیماری ہے جو دنیا بھر میں لاکھوں افراد کو متاثر کرتی ہے۔ اگرچہ بعض لوگ اسے معمولی خوف سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ شدید فوبیا انسان کی زندگی کو ایک قید خانہ بنا سکتا ہے۔

فوبیا کی اقسام

فوبیا کو عام طور پر تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ عام فوبیا (Simple Phobia)

عام فوبیا میں انسان کسی خاص چیز یا صورتحال سے شدید خوف محسوس کرتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض افراد کو جانوروں، اندھیرے، اونچائی، تیز آواز یا آسمانی بجلی سے غیر معمولی خوف ہوتا ہے۔ ایسے افراد حتی الامکان ان چیزوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو کتوں سے فوبیا ہو تو وہ ایسی گلیوں یا جگہوں سے

گزرنے سے بھی گریز کرے گا جہاں کتے موجود ہوں۔ عام طور پر اس قسم کا فوبیا انسان کی روزمرہ زندگی کو زیادہ متاثر نہیں کرتا کیونکہ مریض ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کر لیتا ہے۔ تاہم بعض صورتوں میں یہ خوف بہت شدید بھی ہو سکتا ہے۔ تحقیقی مطالعات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عام فوبیا مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

۲۔ سوشل فوبیا (Social Phobia)

سوشل فوبیا کو نفسیات میں ایک اہم اور پیچیدہ بیماری سمجھا جاتا ہے۔ اس بیماری میں انسان سماجی مواقع اور لوگوں کے درمیان آنے سے خوف محسوس کرتا ہے۔ ایسے مریض کو ہمیشہ یہ احساس رہتا ہے کہ لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں، اس کی حرکات و سکنات پر نظر رکھ رہے ہیں اور اس پر تنقید کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس خوف کے باعث مریض کے اندر شدید بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ محفلوں، تقریبات، اجلاسوں یا عوامی مقامات پر جانے سے گریز کرنے لگتا ہے۔ اس بیماری کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لا پاتا۔ بہت سے ذہین اور باصلاحیت لوگ صرف اس خوف کی وجہ سے اپنی قابلیت کا اظہار نہیں کر پاتے۔

ماہرین کے مطابق سوشل فوبیا کے مریضوں میں افسردگی (Depression) پیدا ہونے کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بعض شدید صورتوں میں یہ بیماری انسان کو معاشرے سے بالکل الگ کر دیتی ہے۔

۳۔ اگوروفوبیا (Agoraphobia)

اگوروفوبیا فوبیا کی ایک پیچیدہ اور شدید شکل ہے۔ اس بیماری میں مریض کو بیک وقت کئی حالات سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے مریضوں کو ہجوم والی جگہوں، بند کمروں، سنیما ہال، بازاروں، ٹرین میں سفر کرنے یا لفٹ میں جانے سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ بعض مریضوں کو تو گھر سے باہر نکلنا بھی مشکل لگنے لگتا ہے۔

اس بیماری کی ایک بڑی وجہ پینک ڈس آرڈر (Panic Disorder) بھی ہو سکتی ہے۔ پینک کے دورے میں مریض کو اچانک شدید خوف اور گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

اس دوران دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، سانس لینے میں دشواری محسوس ہوتی ہے، جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے اور پسینہ آنے لگتا ہے۔ یہ کیفیت چند منٹوں سے لے کر کچھ گھنٹوں تک جاری رہ سکتی ہے۔ پینک کے دورے کے بعد مریض کو اس بات کا خوف رہتا ہے کہ دوبارہ ایسا نہ ہو جائے۔ یہی خوف اسے مختلف جگہوں اور حالات سے دور رہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ فوبیا کے اسباب فوبیا کی وجوہات پیچیدہ ہوتی ہیں اور ان میں نفسیاتی، حیاتیاتی اور سماجی عوامل شامل ہو سکتے ہیں۔

بعض ماہرین کے مطابق فوبیا دراصل قدرت کی طرف سے دی گئی ایک حفاظتی ردعمل کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ بچپن میں انسان بعض چیزوں سے فطری طور پر ڈرتا ہے، جیسے اندھیرا، اجنبی لوگ یا تیز آواز۔ یہ خوف بچے کی حفاظت میں مدد دیتے ہیں۔ مگر بعض صورتوں میں یہی خوف غیر معمولی شدت اختیار کر لیتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ تحقیقی مطالعات یہ بھی بتاتے ہیں کہ سوشل فوبیا اور اگوروفوبیا کا تعلق دماغ میں بعض کیمیائی مادوں، خصوصاً سیروٹونن اور نورایڈرینالین کی تبدیلیوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بچپن کے تجربات، تربیت کا انداز، خاندانی ماحول اور زندگی کے تلخ واقعات بھی فوبیا کے پیدا ہونے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ فوبیا کا علاج خوش آئند بات یہ ہے کہ فوبیا ایک قابل علاج بیماری ہے۔ جدید نفسیات میں اس کے علاج کے کئی مؤثر طریقے موجود ہیں۔ عام فوبیا کے علاج میں عموماً دواؤں کی ضرورت کم پڑتی ہے۔ اس کے لیے رویّہ جاتی علاج (Behavior Therapy) بہت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اس طریقہ علاج میں مریض کو آہستہ آہستہ ان چیزوں کا سامنا کرنے کی تربیت دی جاتی ہے جن سے اسے خوف محسوس ہوتا ہے۔ ابتدا میں مریض کو نسبتاً کم خوف پیدا کرنے والی صورتحال کا سامنا کرایا جاتا ہے اور پھر بتدریج مشکل حالات کی طرف بڑھا جاتا ہے۔ اس طریقے کو نفسیات میں گریجویٹڈ ایکسپوژر (Graduated Exposure) کہا جاتا ہے۔ سوشل فوبیا اور اگوروفوبیا کے علاج میں بعض اوقات دوائیں بھی استعمال کی جاتی ہیں، خاص طور پر وہ ادویات جو دماغ میں کیمیائی توازن کو بہتر بناتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مریض کو ذہنی سکون حاصل کرنے کے طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں، جیسے سانس کی مشقیں، مراقبہ اور مثبت سوچ کی تربیت۔ خوف سے فرار نہیں، مقابلہ ضروری ہے فوبیا کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ خوف سے بھاگنے کے بجائے اس کا سامنا کیا جائے۔ جب انسان کسی چیز سے بار بار بچنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ خوف وقتی طور پر تو کم ہو جاتا ہے، مگر حقیقت میں وہ مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان مناسب رہنمائی اور تربیت کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنے خوف کا سامنا کرے تو وقت کے ساتھ وہ خوف کم ہونے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرینِ نفسیات مریض کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے خوف کی فہرست بنائے اور پھر بتدریج ان کا سامنا کرنے کی مشق کرے فوبیا بظاہر ایک معمولی خوف معلوم ہوتا ہے، مگر حقیقت میں یہ انسان کی ذہنی آزادی کو محدود کر سکتا ہے۔ یہ بیماری انسان کو سماجی زندگی، پیشہ ورانہ ترقی اور ذاتی خوشیوں سے محروم کر سکتی ہے۔ تاہم یہ بات امید افزا ہے کہ جدید نفسیاتی علاج کے ذریعے زیادہ تر مریض اس بیماری پر قابو پا سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ فوبیا کو کمزوری یا شرمندگی کا سبب سمجھنے کے بجائے ایک قابل علاج بیماری کے طور پر تسلیم کیا جائے اور بروقت ماہر نفسیات سے مدد حاصل کی جائے۔ جب انسان اپنے خوف کا سامنا کرنے کا حوصلہ پیدا کر لیتا ہے تو وہ نہ صرف اس بیماری پر قابو پا لیتا ہے بلکہ اپنی زندگی کو ایک نئی آزادی اور اعتماد کے ساتھ گزار سکتا ہے۔ از قلم ڈاکٹر محمد ارشد خان علیمی

(ماہر نفسیات و ذہنی امراض)

علاج گاہ یا عذاب گاہ؟ سرکاری اسپتالوں کی گرتی ہوئی حالت پر ایک تلخ سوال

ابوالخالد محمد اظہر الدین علیمی
دارالعلوم حسینیہ نظامیہ بھٹنڈی جموں

گورنمنٹ اسپتال... یہ نام سنتے ہی ذہن میں ایک ایسی جگہ کا تصور آتا ہے جہاں بیمار انسان کو راحت، صفائی اور امید ملے۔ مگر جب یہی جگہ انسان کو مزید اذیت دینے لگے، تو یہ صرف ایک مسئلہ نہیں بلکہ ایک کڑوا سچ بن جاتا ہے، جسے نظر انداز کرنا خود ایک جرم ہے۔

حال ہی میں Government Medical College Hospital Jammu کے ماتحت Chest Diseases Hospital Jammu کے وارڈ نمبر ۱ کا جو منظر دیکھنے کو ملا، وہ کسی بھی حساس دل رکھنے والے انسان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ یہ کہنا شاید مکمل سچ نہ ہو کہ وہاں مہینوں سے صفائی نہیں ہوئی، مگر جو حالت آنکھوں نے دیکھی، وہ یہی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ یہاں صفائی کا تصور بھی دم توڑ چکا ہے۔

بات صرف گندگی تک محدود نہیں، بلکہ بات ہے اس بے حسی کی، اس لاپرواہی کی، اور اس نظام کی جو شاید مریضوں کو انسان سمجھنا ہی بھول چکا ہے۔

صفائی یا مذاق؟

ایک اسپتال کے باتھروم کا حال کسی ادارے کی سنجیدگی کا آئینہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں کا حال ایسا تھا کہ انسان اندر جانے سے پہلے ہی سو بار سوچے۔ دیواروں پر جمی میل، فرش پر پھیلی گندگی، بدبو جو سانس لینا مشکل کر دے—یہ سب کچھ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں صفائی صرف کاغذوں میں موجود ہے، حقیقت میں نہیں۔

یہ کہنا کہ "مہینوں سے صفائی نہیں ہوئی" شاید مبالغہ ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ جو منظر سامنے تھا، وہ اسی کا گمان دلاتا ہے۔ اور اگر کسی جگہ کی حالت دیکھ کر ایسا لگے، تو اس کا مطلب ہے کہ صفائی کا نظام مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔

پانی ہے... مگر سہولت نہیں!

حیرت کی بات یہ ہے کہ پانی موجود ہے، مگر بنیادی چیز یعنی لوٹا یا مگ تک دستیاب نہیں۔ یہ چھوٹی سی چیز لگ سکتی ہے، مگر حقیقت میں یہ انسانی وقار سے جڑی ہوئی بات ہے۔

سوچئے، ایک بیمار، کمزور انسان جو خود سے چلنے پھرنے کے قابل بھی مشکل سے ہو، وہ ایسی حالت میں کیا کرے گا؟ کیا وہ اپنی بیماری بھول کر سہولتیں تلاش کرے؟ یا اس اذیت کو برداشت کرے؟

یہ صرف ایک چیز کی کمی نہیں، بلکہ یہ نظام کی مکمل بے حسی کی علامت ہے۔

بیماریوں کا گھر؟

اسپتال وہ جگہ ہوتی ہے جہاں بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے، مگر جب باتھروم کی حالت ایسی ہو، تو یہ خود بیماریوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ گندگی، جراثیم، بدبو—یہ سب مل کر نہ صرف مریض بلکہ تیمارداروں کے لیے بھی خطرہ بن جاتے ہیں۔

خاص طور پر چیسٹ (سینے) کے مریض، جو پہلے ہی سانس کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں، ان کے لیے ایسی بدبو اور گندگی مزید نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ سوال اٹھتا ہے: کیا یہاں علاج ہو رہا ہے یا بیماری بڑھائی جا رہی ہے؟

غریب مریض کا درد

سرکاری اسپتالوں میں زیادہ تر وہی لوگ آتے ہیں جو پرائیویٹ علاج کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ امید لے کر آتے ہیں کہ یہاں کم از کم انہیں انسان سمجھا جائے گا۔

مگر جب انہیں ایسی حالت دیکھنے کو ملے، تو ان کی امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ وہ مجبور ہوتے ہیں، اس لیے خاموش رہتے ہیں۔ مگر کیا ان کی خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ کچھ بھی کیا جا سکتا ہے؟

یہ صرف ایک مریض کا مسئلہ نہیں، بلکہ لاکھوں غریب لوگوں کی کہانی ہے جو روزانہ ایسے حالات کا سامنا کرتے ہیں۔

انتظامیہ کہاں ہے؟

یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوتا۔ یہ مسلسل لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

کیا کوئی افسر کبھی ان باتھرومز کا معائنہ کرتا ہے؟

کیا صفائی کے لیے کوئی ذمہ دار مقرر نہیں؟

کیا صرف رپورٹیں بنانا ہی کافی سمجھ لیا گیا ہے؟

اگر نظام موجود ہے، تو وہ نظر کیوں نہیں آتا؟

اور اگر نہیں ہے، تو پھر یہ ایک بہت بڑی ناکامی ہے۔

ذمہ داری کس کی؟

یہ کہنا آسان ہے کہ صفائی والا نہیں آیا، یا اسٹاف کم ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ ذمہ داری اوپر سے شروع ہوتی ہے۔

جب تک اعلیٰ حکام سنجیدہ نہیں ہوں گے، تب تک نیچے کوئی کام نہیں کرے گا۔

جب تک احتساب نہیں ہوگا، تب تک بہتری ممکن نہیں۔

ضرورت ہے آواز اٹھانے کی

ایسے مسائل پر خاموش رہنا، دراصل انہیں بڑھاوا دینا ہے۔ اگر آج اس پر آواز نہیں اٹھائی گئی، تو کل یہی حالت مزید خراب ہو جائے گی۔

یہ ضروری ہے کہ:

میڈیا اس مسئلے کو اٹھائے

عوام اپنی آواز بلند کریں

اور حکام فوری کارروائی کریں

اصلاح کی راہ

تنقید کے ساتھ ساتھ حل بھی ضروری ہے:

روزانہ کی بنیاد پر صفائی کا نظام قائم کیا جائے

باتھرومز میں بنیادی سہولیات (لوٹا/مگ) فراہم کی جائیں اچانک معائنہ (surprise inspection) کیا جائے

شکایات کے ازالے کے لیے فوری نظام بنایا جائے

یہ کوئی ناممکن کام نہیں، صرف ارادے کی ضرورت ہے۔

آخری بات

اسپتال صرف دیواروں اور مشینوں کا نام نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک ایسا مقام ہوتا ہے جہاں انسان اپنی سب سے کمزور حالت میں آتا ہے۔ وہاں اسے عزت، صفائی اور سکون ملنا چاہیے۔

اگر وہاں بھی اسے گندگی، بے عزتی اور لاپرواہی ملے، تو یہ صرف ایک ادارے کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کی ناکامی ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہم خود سے سوال کریں:

کیا ہم واقعی ایک مہذب معاشرہ ہیں، اگر ہمارے اسپتالوں کا حال ایسا ہے؟

یہ مضمون صرف الفاظ نہیں، بلکہ ایک آئینہ ہے۔ اگر ہم نے اب بھی اس آئینے میں خود کو نہ دیکھا، تو شاید بہت دیر ہو جائے گی۔

شجرِ ہدایت: دین سے احسان تک

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

انسانی زندگی ایک ایسے باغ کی مانند ہے جس میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس میں کون سا درخت اُگایا جاتا ہے اور اس کی آبیاری کس انداز سے کی جاتی ہے۔ دینِ اسلام ہمیں ایک ایسا کامل اور متوازن نظام عطا کرتا ہے جسے ایک حسین تمثیل کے ذریعے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ دین جڑ ہے، اسلام درخت کا تنا ہے، ایمان اس کی شاخیں ہیں اور احسان اس کا پھل ہے۔ یہ تمثیل محض ایک ادبی پیرایہ نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ماخوذ ایک گہری حقیقت کی عکاسی کرتی ہے۔ سب سے پہلے دین کی حقیقت پر غور کیجیے۔ دین وہ جڑ ہے جو انسان کی پوری زندگی کو سہارا دیتی ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ایک پاکیزہ کلمہ اس پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ مضبوط ہو اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں۔ اس آیت میں دراصل دین کی بنیاد کو واضح کیا گیا ہے کہ جب تک جڑ زمین میں مضبوطی سے پیوست نہ ہو، درخت قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اگر انسان کے دل میں اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور اس کا خوف راسخ نہ ہو تو اس کی زندگی بے بنیاد ہو جاتی ہے۔ دین انسان کو اس کے رب سے جوڑتا ہے اور یہی تعلق اس کی زندگی کی اصل قوت بن جاتا ہے۔ جب یہ جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تو اس سے اسلام کا تنا اُبھرتا ہے۔ اسلام دراصل اس درخت کا وہ حصہ ہے جو ظاہر میں نظر آتا ہے۔ اس کی دلیل ہمیں اس معروف حدیث سے ملتی ہے جس میں بتایا گیا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ یہ اعمال درخت کے تنے کی مانند ہیں جو اسے سیدھا اور قائم رکھتے ہیں۔ اگر یہ اعمال درست نہ ہوں تو درخت ٹیڑھا ہو جاتا ہے یا گر جاتا ہے۔ اسلام انسان کی عملی زندگی کو سنوارتا ہے اور اسے اللہ کے احکامات کے تابع بناتا ہے۔ اس کے بعد ایمان کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ ایمان وہ باطنی یقین ہے جس کا ذکر حدیثِ جبرائیل میں تفصیل سے آیا ہے کہ ایمان یہ ہے کہ انسان اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یومِ آخرت اور تقدیر پر یقین رکھے۔ یہ عقائد دراصل اس درخت کی شاخیں ہیں جو اسے وسعت دیتی ہیں۔ جب ایمان مضبوط ہوتا ہے تو انسان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ دلوں کا اطمینان اللہ کی یاد میں ہے۔ ایمان کے بغیر اسلام کا ڈھانچہ کھوکھلا رہتا ہے، لیکن جب ایمان کی شاخیں سرسبز ہوں تو درخت خوبصورت اور توانا نظر آتا ہے۔ پھر اس درخت پر احسان کا پھل لگتا ہے، جو اس کی اصل پہچان اور مقصد ہے۔ احسان کی تعریف بھی حدیثِ جبرائیل میں یوں بیان کی گئی ہے کہ "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" یہی وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے رب کے قرب کو محسوس کرتا ہے۔ قرآنِ مجید بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ احسان دراصل دین کی روح اور اس کا حسن ہے، جو انسان کے اعمال کو قبولیت کے درجے تک پہنچاتا ہے۔

اہلِ دل اور صوفیاء کرام نے ہمیشہ اس تمثیل کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک دین کی جڑ اخلاص ہے، اسلام کا تنا اطاعت ہے، ایمان کی شاخیں یقین ہیں اور احسان کا پھل محبتِ الٰہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر جڑ میں کھوٹ ہو تو پورا درخت متاثر ہوتا ہے، اور اگر پھل نہ لگے تو درخت کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے باطن کی اصلاح کرے اور اپنے ظاہر کو بھی سنوارے۔ آج کے دور میں انسان نے ظاہری ترقی تو بہت حاصل کر لی ہے، مگر اس کا باطن خالی ہوتا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے سکونی، اضطراب اور بے مقصدیت اس کے مقدر بن گئے ہیں۔ اگر ہم اس شجرِ ہدایت کو اپنی زندگی میں دوبارہ اُگا لیں—دین کی جڑ کو مضبوط کریں، اسلام کے تنے کو سیدھا رکھیں، ایمان کی شاخوں کو سرسبز کریں اور احسان کے پھل کو پیدا کریں—تو ہماری زندگیوں میں سکون، توازن اور نور پیدا ہو سکتا ہے۔ آخر میں یہی عرض ہے کہ اپنے دل کی زمین کو تیار کیجیے، اسے اخلاص کے پانی سے سیراب کیجیے اور اس میں دین کی جڑ کو مضبوطی سے جما دیجیے۔ پھر دیکھئے کہ کیسے اسلام کا تنا بلند ہوتا ہے، ایمان کی شاخیں پھیلتی ہیں اور احسان کا میٹھا پھل آپ کی زندگی کو خوشگوار بنا دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو اپنے رب کی رضا اور دائمی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔

کم عمری میں قرآن کریم حفظ کرنے کی عظیم سعادت

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

قرآن کریم کی تعلیم و حفظ امت مسلمہ کی ایک مبارک اور روشن روایت ہے، جو نسل در نسل منتقل ہوتی آرہی ہے۔ اسی مقدس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے چھوٹے بھائی اشہب رضا قادری نے کم عمری میں قرآن کریم حفظ کرکے نہ صرف اپنے والدین بلکہ اپنے علاقے کا نام بھی روشن کر دیا ہے۔

اشہب بن مفتی حبیب اللہ المصباحی (عمر: ۱۰ سال)، ساکن کراری، کوشامبی، یوپی نے بحمد اللہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ حفظ قرآن کی تکمیل کر لی ہے۔ اس کم سنی میں اتنی بڑی سعادت حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم، والدین کی تربیت، اور اساتذہ کی محنت شاقہ کا واضح ثبوت ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بچوں کو بچپن ہی سے قرآن کریم سے وابستہ کرنا ان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے، ان کے دلوں میں دین کی محبت راسخ کرتا ہے، اور انہیں ایک صالح و باکردار انسان بننے کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ حافظ اشہب رضا کی یہ شاندار کامیابی دیگر بچوں اور ان کے والدین کے لیے ایک روشن مثال ہے کہ اگر اخلاص، محنت اور درست رہنمائی میسر ہو تو کم عمری میں بھی حفظ قرآن جیسی عظیم نعمت حاصل کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حافظ اشہب رضا کو قرآن کریم کا سچا خادم بنائے، انہیں اپنے حفظ کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے، اور ان کے والدین و اساتذہ کو بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

محمد نعمان اختر المصباحی

حضرت داتا کمبل شاہ مظفرپوری کا ۱۴۳ واں عرس مبارک منایا گیا

پریس ریلیز، مظفر پور شہر کے قلب میں واقع حضرت داتا کمبل شاہ علیہ الرحمہ کا ۱۴۳ واں عرس مبارک نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ میں گیا، واضح ہو کہ ۱۸۸۳ عیسوی میں حضرت داتا کمبل شاہ علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تھا، اس وقت بھارت میں انگریزوں کی حکومت تھی، تب سے ہر سال آپ کا عرس مبارک شوال مہینہ کے پہلے ہفتہ میں نہایت ہی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، پہلی چادر پوشی ضلع کلکٹر اور نگر نگم کے اسٹاف کے زریعہ ہوتی ہے جس میں بڑی تعداد میں لوگوں کی شرکت ہوتی ہے، آپ کا مزار مبارک ہندو مسلم اتحاد کی مثال ہے آپ کے آستانے پر مسلمانوں کے علاوہ برادران وطن بھی کثرت کے ساتھ حاضری دیتے ہیں، آپ کا آستانہ امن و محبت کا آستانہ ہے جہاں لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں، رات دن انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں آپ کے در پہ منگتوں کی ہمیشہ بھیڑ لگی رہتی ہے جس کی اندر جتنا زیادہ خلوص ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ فیض یاب ہوتا ہے، انوار قادری میں درج ہے کہ آپ کی بارگاہ میں فیض لینے کے لیے حضرت داتا تیغ علی شاہ سرکار سرکاہی بھی تشریف لاتے تھے، آپ حضرت وارث پاک علیہ الرحمہ والرضوان کے ہم عصر بزرگ ہیں اور سرکار دیوا، حضرت سید وارث علی شاہ سے آپ کی ملاقات بھی ہوئی ہے، آپ کے آستانے پر پہونچنے کا آسان راستہ مظفر پور ریلوے جنکشن سے پانچ کلومیٹر کی دوری پر جیل روڈ میں واقع پکی سرائے چوک پر اتر کر جانب مغرب تھوڑی دیر چلنا پڑتا ہے،
رپورٹ ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

مدرسہ جامعہ مخدومیہ رضویہ امین پورہ جھوڑیا پوسٹ سعد اللہ نگر ضلع بلرام پور

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

جو طلبہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے نصاب کے مطابق درجہ اعدادیہ تا رابعہ اور درجہ حفظ و قرآت میں معیاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ مدرسہ جامعہ مخدومیہ رضویہ امین پورہ جھوڑیا پوسٹ سعد اللہ نگر ضلع بلرام پور یوپی میں تشریف لائیں ان کا خیر مقدم ہے یہاں طلبہ سے کسی طرح کی کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے ادارے کی طرف سے ساری سہولیات فراہم کی جاتی ہے

مثلا عمدہ اور لذیذ کھانا
ہفتے میں دو بار سید الطعام
کھیلنے کے لیے پلے گراؤنڈ
۲۴ گھنٹہ لائٹ کی سہولت
کشادہ ہوادار کمرے
روزانہ بیت الخلاء کی صفائی کا نظم

واضح ہو کہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے یہاں ۱۵ اساتذہ خدمت دین پر مامور ہیں طلبہ کی ہر سہولت کا خیال رکھا جاتا ہے یہ مدرسہ لکھنؤ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ملحق ہے اسی لیے یہاں سے آپ منشی مولوی، عالم وغیرہ، کے امتحانات آسانی کے ساتھ دے سکتے ہیں سیٹ بہت محدود ہے جو طلبہ داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ نیچے دیے گئے نمبر پہ جلد سے جلد رابطہ قائم کریں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فاروق احمد مصباحی پرنسپل جامعہ مخدومیہ رضویہ امین پورہ جھوڑیا سعد اللہ نگر ضلع بلرام پور یوپی
رابطہ نمبر ۹۲۶۰۹۶۹۵۳۸.

رپورٹ، ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

۱۳۳ دلالوں کو مدھیش پردیش سے کیا گیا گرفتار

شفیق رضا

جنکپور: پولیس نے مختلف سرکاری دفاتر سے دلالوں کے نام پر ۱۳۳ افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ منگل کو پولیس ہیڈ کوارٹر نے بتایا کہ صوبے کے اضلاع میں سرکاری دفاتر میں خدمات لینے آئے ہوئے صارفین کو غیر قانونی طور پر متاثر کرنے، کام تیزی سے کروانے کے بہانے اضافی رقم وصول کرنے اور خدمات میں بے ضابطگیوں میں ملوث ۱۳۳ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ مدھیش پولیس ہیڈ کوارٹر کے اسسٹنٹ ترجمان اور انفارمیشن آفیسر مان بہادر رائے کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ انہیں صوبے کے مختلف اضلاع اور دفاتر سے حراست میں لے کر ضروری تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ صوبائی پولیس کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اب تک ۱۳۳ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے، جن میں پرسا کے ٹرانسپورٹ مینجمنٹ آفس بیر گنج سے ۴، مالپوت آفس بیر گنج سے ۳، روہتات مالپوت آفس گور سے ۵، مالپوت آفس چندر پور سے ۲، سرلاہی نظر آنے پر قریبی پولیس اسٹیشن یا ۱۰۰ نمبر پر اطلاع دیں۔ دوسری کے ملنگوا ٹرائل سینٹر سے ۲، مالپوت آفس ملنگوا سے ۹، دھنوشا کے مختلف سرکاری دفاتر سے ۴ اور سپتری کے مختلف دفاتر سے ۴ افراد شامل ہیں۔ صوبائی پولیس نے بتایا ہے کہ متعلقہ اداروں کے ساتھ رابطہ کر کے ایسے غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث دیگر افراد کی تلاش اور انہیں پکڑنے کا عمل جاری ہے۔ مزید برآں، عوام سے اپیل کیا گیا ہے کہ وہ سرکاری خدمات حاصل کرتے وقت کسی بھی دلال کے بہکاوے میں نہ آئیں اور ایسی سرگرمیاں جانب، حکومت کی جانب سے مالپوت اور ناپی دفاتر سے دلالوں کے نام پر تحریری کاروبار کرنے والوں کو ہٹانے کی مہم شروع کرنے کے بعد، مدھیش صوبے کے مختلف اضلاع میں تحریری کاروبار کرنے والے کام بند کر کے احتجاج پر اتر آئے ہیں۔ انتظامیہ کی جانب سے دلالوں کے نام پر کی جانے والی کارروائیوں سے صارفین کو مشکلات کا سامنا ہے، جبکہ تحریری کاروبار کرنے والے یہ کہتے ہوئے احتجاج کر رہے ہیں کہ "ہم دلال نہیں ہیں، ہم حکومت سے اجازت یافتہ تحریری کاروبار کرنے والے ہیں"۔

غصہ جتنا کم ہوگا اس کی جگہ اداسی لیتی جائے گی۔
مشتاق احمد یوسفی

جسم داغا جاسکتا ہے مگر روح نہیں داغی جاسکتی۔
سعادت حسن منٹو

دولت سے آدمی کو جو عزت ملتی ہے وہ اس کی نہیں اس کی دولت کی عزت ہوتی ہے
پریم چند

خلیفہ گلزار ملت حضرت قاری تبریز عالم علیمی بستوی کی بیٹی (بشریٰ فاطمہ) کی ولادت پر چند تہنیتی اشعار

ازقلم: محبوب گوہر اسلام پوری

فضل، بخشش، ایزدی رحمت ہے بشریٰ فاطمہ
نورِ برکت، چشمۂ رفعت ہے بشریٰ فاطمہ

اک دعاؤں کی حسیں جنت ہے بشریٰ فاطمہ
گلشنِ تبریز کی زینت ہے بشریٰ فاطمہ

باپ کے چہرے پہ آمد سے تبسم چھا گیا
نیک بختی کی حسیں صورت ہے بشریٰ فاطمہ

حضرتِ تبریز عالم کہتے ہیں احباب سے
میرے حق میں رب کی اک نعمت ہے بشریٰ فاطمہ

اس کی پیدائش سے اتری گھر میں خوشیوں کی بہار
باپ ماں کے قلب کی راحت ہے بشریٰ فاطمہ

علم کے گلشن میں اک نازک کلی کی ہے نمود
فصل گل کی اک نئ ساعت ہے بشریٰ فاطمہ

ہو نصیب اس کو حیا، اخلاص، علم و آگہی
والدہ کی بس یہی چاہت ہے بشریٰ فاطمہ

جس کے آنے سے ہوا ہر دل میں خوشیوں کا نزول
فی الحقیقت باعثِ فرحت ہے بشریٰ فاطمہ

گھر کے آنگن میں ہویدا ہوگیا رنگِ جمال
نور کی اک دل فزا طلعت ہے بشریٰ فاطمہ

تاجِ فقہا مفتی اختر نے رکھا ہے اس کا نام
دیکھئے کس درجہ خوش قسمت ہے بشریٰ فاطمہ

جس کی آمد سے ملا ماں کو سکون جاوداں
ماں کے حق میں مژدۂ راحت ہے بشریٰ فاطمہ

تیری آمد سے ہوا ہے گھر کا منظر باوقار
اہل خانہ کی بڑھی عزت ہے بشریٰ فاطمہ

نسبتِ زہرا سے روشن ہو ترا باطن مدام
لوگ بولیں واہ! خوش سیرت ہے بشریٰ فاطمہ

زندگی میں بھردے اے گوہر جو رنگِ آگہی
گلشن جاں کی وہی نکہت ہے بشریٰ فاطمہ

حافظ قرآن دنیا و آخرت میں سرخرو ہوگا، گوگی شریف میں جلسہ سے علماء کرام اور سجادگان کے خطابات

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

محبوب نگر-۶/اپریل (مولانا محسن پاشاہ) سجادہ نشین بارگاہِ جلالیہؒ گوگی شریف کرناٹک حضرت مولانا الحاج سید شاہ اسماعیل حسینی آصف بابا قبلہ نے فضائل قرآن حکیم کو بیان کرتے ہوئے کہاکہ ہمارے چچا زاد بھائی جناب حافظ سید بادشاہ حسینی ریحان بابا فرزند ارجمند برادر سجادہ نشین بارگاہ جلالیہؒ حضرت مولانا مفتی سید شاہ چندا حسینی زبیر بابا مولوی کامل الفقہ جامعہ نظامیہ نے مدرسہء طاہر العلوم ملحقہ جامعہ نظامیہ سے حفظ قرآن حکیم کی تکمیل کی ہے جو نہ صرف ہمارے خاندان بلکہ سارے علاقہ گوگی شریف اور اطراف واکناف میں خوشی و مسرت کا ماحول ہے آنے والے دور میں ہمارے بھائی جو کم عمری میں حافظ قرآن حکیم کی تکمیل کی ہے تعلیمی سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا اور مولوی کامل کی تکمیل شہرہ آفاق ازہر ہند جامعہ نظامیہ سے کرینگے، جلسہ کے سرپرست اعلیٰ سجادہ نشین بارگاہ جلالیہؒ نے ۴/اپریل بروز ہفتہ ۹/ بجے رآت جامعہ جلالیہؒ گوگی شریف تعلقہ شاہ پور ضلع یادگیر کرناٹک میں ایک بڑے جلسہء تہنیت وفضیلتِ حافظ قرآن حکیم و دینی تعلیم سے خطاب کرتے ہوئے کیا- جس میں جنوبی بھارت کے ممتاز علماء کرام، مشائخ عظام اور دانشوران ملت نے شرکت اور خطاب کیا- حضرت مولانا الحاج سید شاہ اشرف رضا اشرفی سجادہ نشین و متولی بارگاہ قطبِ رائچور نے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ مولانا مفتی سید شاہ چندا حسینی زبیر بابا قابل مبارکباد ہیں جن کے صاحب زادہ نے کم عمری میں حفظ القرآن حکیم کی تکمیل کرتے ہوئے قطب الاقطاب حضرت سید شاہ جلال الدین حسینی المعروف بہ حضرت چندا حسینی رحمہ اللہ اور ان کے خاندانی بزرگوں کی طرح زندہ مثال قائم کی ہے سجادگان کی اولاد امجاد کا موجودہ دور میں حافظ قرآن حکیم اور عالم دین بننا وقت کا اہم ترین تقاضہ اور ضرورت ہے حافظ ریحان بابا کو اور ان کے والدین کو مبارکباد دیتے ہوئے مزید علوم دینیہ کو پروان چڑھانے کے لئے نیک تمناؤں اور خواہشات کا اظہار بھی کرتا ہوں- بھارت سیوا رتن ایوارڈ یافتہ اسد العلماء تنویر صحافت مولانا محمد محسن پاشاہ انصاری قادری نقشبندی مجددی مولوی کامل الحدیث جامعہ نظامیہ و جنرل سیکریٹری کل ہند سنی علماء مشائخ بورڈ محبوب نگر نے کہاکہ علم دین و حافظ قرآن بننے والے افراد کے قدموں میں فرشتے رحمتوں والے پروں کو بچھاتے ہیں، سمندر کی مچھلیاں دعائیں کرتی ہیں، جس قبرستان میں عذاب الہی ہوتا ہو اگر طالبان علوم دینیہ گذرتے ہیں تو قبروں سے عذاب الہی اٹھالیا جاتا ہے، مولانا نقشبندی نے ایک طویل واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہاکہ ایک روز حضرت سیدنا عیسی روح اللہ علیہ السلام کا ایک قبرستان سے گذر ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر میں سخت عذاب الہی ہورہا ہے جب واپس ہوتے ہیں تو عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے آپ بارگاہ رب العلمین میں عرض گذار ہوتے ہیں کہ مولا کچھ دیر قبل آپ کا سخت اور شدید عذابِ الہی ہورہا تھا اب واپس ہورہا تھا تو عذاب الہی کو اُٹھالیا گیا دیکھ رہا ہوں اس کی وجہ کیا ہے تو اللہ جل مجدہ نے فرمایا کہ اس کا بیٹا آج بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھ رہا ہے تو مجھے حیاء آئ کہ اس کے باپ کو گناہوں کی سزا زمین کے اندر کیسے دوں جبکہ اس کا بیٹا مجھے زمین پر رحمن ورحیم کہہ کہ پکارے اسی بناء پر بیٹے کی وجہہ سے باپ مغفرت و بخشش کردی گئی ہے سبحان اللہ ایک گناہ گار کے فرزند کی جانب سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بناء پر والد کے قبر کا عذاب اٹھالیا جارہا ہے تو پھر حافظ قرآن حکیم کا عالم کیا ہوگا یقیناً کل بروز محشر حافظ قرآن حکیم کے والدین کے سروں پر نورانی سنہری تاج رکھا جائے گا جس کی چمک سورج کی مانند ہوگی مگر اس سے آنکھ نہیں دکھے گی بلکہ آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوگی اور حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ ایک ایک آیت تلاوت کرتا جا ایک ایک درجہ بلند و بالا مقام عطا ہوتا جائے گا-امیر امارت امت اسلامیہ حضرت مولانا الحاج قاضی محمد عبدالرزاق نقشبندی مجددی قادری فارغ التحصیل جامعہ نظامیہ اور مناظر اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف طاہری قادری رضوی مولوی کامل جامعہ نظامیہ نے کہاکہ خانوادہء جلالیہ رحمہ اللہ کے چشم و چراغ نے قرآن مجید کی عظمت ورفعت کو اپنے سینے میں محفوظ و مامون کرنے کی سعادت مندی حاصل کی ہے یقنیا یہ تمام خاندان ددھیالی و ننھیالی کے علاوہ سینکڑوں فرزندان توحید اس بات کی عکاس ہے، تمام بزرگان دین نے کم عمری ہی میں حفظ قرآن حکیم کی تکمیل کی ہے چنانچہ مفتی زبیر بابا کے فرزند دلبند نے بھی چھوٹی عمر میں حافظِ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے-آخر میں حضرت مولانا سید شاہ مجیب الدین فاروقی سرمست الحسنی والحسینی قبلہ سجادہ نشین و متولی بارگاہ اسدالاولیاءؒ حضرت صوفی سرمستؒ کربلائے ثانی سگر شریف نے دعا فرمائ -مولانا مفتی سید شاہ چندا حسینی زبیر بابا مولوی کامل الفقہ جامعہ نظامیہ و برادر سجادہ نشین بارگاہ جلالیہؒ گوگی شریف نے خیر مقدمی واستقبالیہ تقریر کی-جلسہ کا آغاز قراءت کلام پاک نعت شریف اور منقبت سے آغاز ہوا-شہنشین پر نبیرہء کعبہء دکن حضرت مولانا سید شاہ رحمت محمد محمد الحسینی قبلہ المعروف بہ رحمت بابا بندہ نوازی چشتی قادری نقشبندی سہروردی جامع السلاسل، مولانا حافظ مفتی محمد انوار اللہ نقشبندی مولوی کامل الفقہ جامعہ نظامیہ، مولانا حافظ مفتی محمد اسلم شریف نقشبندی مولوی کامل الفقہ جامعہ نظامیہ، جناب سید ظہیر الدین قادری چشتی نقشبندی سہروردی جامع السلاسل، جناب محمد پاشاہ بھائ قادری نقشبندی چشتی سہروردی جامع السلاسل برادران سجادہ بارگاہ جلالیہ و دیگر علماء کرام مشائخ عظام موجود تھے -حضرت مولانا حافظ محمد عبدالقدیر امیر دعوت اسلامی ضلع یادگیر نے نظامت کے فرائض انجام دیئے- سینکڑوں حضرات کے لئے تناول بعام کا معقول نظم ونسق کیا گیا تھا-

ٹکٹوں کی سیاست اور عوامی مسائل کی بے بسی جمہوری ایوان میں ترجیحات کا خطرناک انحراف

از:
عبدالحلیم منصور

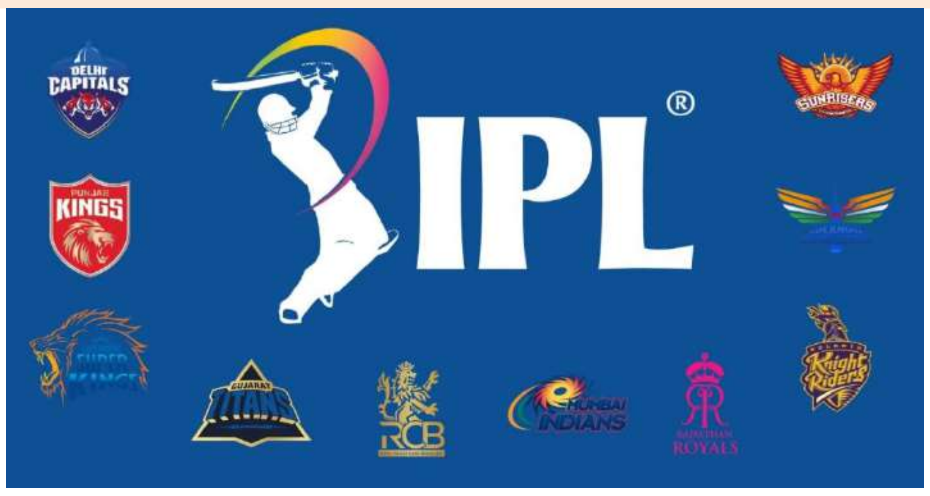

کرناٹک کی ریاستی سیاست میں حالیہ دنوں جو صورتِ حال سامنے آئی ہے، اس نے جمہوری اداروں کی سنجیدگی، عوامی نمائندگی کے معیار اور اقتدار کی ترجیحات پر ایک سنجیدہ اور ناگزیر بحث چھیڑ دی ہے۔ ریاستی اسمبلی میں انڈین پریمیئر لیگ (آئی پی ایل) کے ٹکٹوں کی فراہمی کا معاملہ جس انداز میں اٹھایا گیا، وہ محض ایک رسمی مطالبہ نہیں بلکہ ایک ایسے رجحان کی نشاندہی کرتا ہے جس میں عوامی مسائل پسِ پشت چلے جاتے ہیں اور نمائندوں کی ترجیحات ایک مختلف رخ اختیار کر لیتی ہیں۔ بجٹ اجلاس کے دوران ایوان کے اندر مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ارکان نے اجتماعی طور پر آئی پی ایل میچوں کے ٹکٹ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد حکومت نے ارکانِ اسمبلی اور کونسل کے لیے آئی پی ایل کے میچوں کے لیے تین ٹکٹ اور بین الاقوامی میچوں کے لیے دو ٹکٹ فراہم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس پیش رفت کی خاص بات یہ رہی کہ اس معاملے میں حکمراں اور اپوزیشن کے درمیان کوئی اختلاف سامنے نہیں آیا، بلکہ ذاتی سہولت کے اس موضوع پر ایک غیر اعلانیہ اتفاقِ رائے کی فضا دکھائی دی۔

یہاں بنیادی سوال ٹکٹوں کی تعداد یا ان کی تقسیم کا نہیں، بلکہ اس طرزِ عمل کا ہے جس کے تحت ایک تفریحی سرگرمی کو ایوان کے ایجنڈے کا حصہ بنایا گیا۔ جمہوری ادارے دراصل عوامی مسائل کے حل، پالیسی سازی اور حکومتی کارکردگی کے احتساب کے لیے قائم کیے جاتے ہیں۔ مگر جب انہی اداروں میں ذاتی یا محدود مفاد سے جڑے معاملات کو اس شدت کے ساتھ اٹھایا جائے، تو یہ جمہوری ترجیحات کے عدم توازن کی واضح علامت بن جاتی ہے۔

ریاست اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے، وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ زرعی شعبہ بڑھتی لاگت اور وسائل کی قلت سے پریشان ہے، شہری طبقات مہنگائی اور ضروری اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے متاثر ہیں، جبکہ بے روزگاری ایک مستقل چیلنج بنی ہوئی ہے۔ ایسے حالات میں عوام بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے منتخب نمائندے ان مسائل کو ایوان میں سنجیدگی سے اٹھائیں گے۔ لیکن جب اسی ایوان میں آئی پی ایل جیسے تجارتی و تفریحی ایونٹ کے ٹکٹ موضوعِ بحث بن جائیں، تو یہ صورتِ حال عوامی احساسات سے عدم مطابقت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہ معاملہ گزشتہ برس بنگلور کے چناسوامی اسٹیڈیم میں پیش آنے والے المناک سانحے کے تناظر میں اور بھی زیادہ حساس ہو جاتا ہے، جہاں آئی پی ایل میں آر سی بی کی جیت کے جشن کے دوران بھگدڑ مچنے سے ۱۱ بے گناہ افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ نہ صرف انتظامی ناکامی بلکہ سیاسی غیر ذمہ داری کی ایک تلخ مثال تھا۔ اس کے بعد یہ امید کی جا رہی تھی کہ حکومت اور عوامی نمائندے آئندہ ایسے مواقع پر زیادہ محتاط اور ذمہ دارانہ رویہ اختیار کریں گے، مگر حالیہ پیش رفت اس کے برعکس ایک مختلف پیغام دیتی ہے۔

حکومت کی جانب سے اگرچہ سکیورٹی کے حوالے سے سخت اقدامات اور شرائط کی بات کی گئی ہے، مگر اسی کے ساتھ منتخب نمائندوں کے لیے خصوصی ٹکٹوں کا بندوبست ایک واضح تضاد کو جنم دیتا ہے۔ عوام کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کیا ترجیحات واقعی عوامی تحفظ اور مفاد کے گرد گھوم رہی ہیں، یا پھر اقتدار کے ساتھ جڑی مراعات زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہیں؟

آئی پی ایل کا ایک اہم پہلو اس کی تجارتی حیثیت ہے۔ یہ ٹورنامنٹ اب ایک وسیع معاشی سرگرمی بن چکا ہے، جس میں اربوں روپے کی سرمایہ کاری، اشتہارات، نشریاتی حقوق اور کارپوریٹ مفادات شامل ہیں۔ اس نے کرکٹ کو عالمی سطح پر ایک نئی شناخت ضرور دی ہے، مگر اس کے ساتھ کئی سنجیدہ سوالات بھی جنم لیے ہیں۔ خاص طور پر سٹے بازی اور غیر قانونی بیٹنگ کا بڑھتا رجحان ایک بڑا سماجی مسئلہ بن چکا ہے، جس کے منفی اثرات مختلف طبقات پر واضح طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔ بیٹنگ کے اس رجحان نے نہ صرف کھیل کی شفافیت کو متاثر کیا ہے بلکہ کئی خاندانوں کو مالی اور ذہنی بحران سے دوچار کیا ہے۔ قرض، ذہنی دباؤ اور مایوسی جیسے عوامل نے بعض افراد کو انتہائی قدم اٹھانے پر بھی مجبور کیا ہے۔ ایسے میں یہ سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ کیا عوامی نمائندوں کو اس نظام کے مراعات یافتہ پہلو سے وابستہ ہونا چاہیے، یا اس کے منفی اثرات کے سدباب کے لیے مؤثر اقدامات کرنا چاہیے؟

اس پورے معاملے میں مفادات کے ٹکراؤ کا پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب حکومت یا اس کے نمائندے کسی تجارتی ایونٹ سے براہِ راست یا بالواسطہ فائدہ اٹھاتے ہیں، تو شفافیت اور غیر جانب داری پر سوالات اٹھنا فطری ہے۔ اگر آئی پی ایل منتظمین کے ساتھ کسی بھی نوعیت کی مفاہمت یا سہولت کا تبادلہ ہوا ہے، تو اس کی تفصیلات عوام کے سامنے آنا ضروری ہیں۔ جمہوریت میں اعتماد کی بنیاد شفافیت اور جوابدہی پر ہوتی ہے، اور ان دونوں کا فقدان شکوک و شبہات کو جنم دیتا ہے۔

اسی کے ساتھ "وی آئی پی کلچر" کا مسئلہ بھی پوری شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ جب منتخب نمائندے خود کو عوام سے بالاتر سمجھتے ہوئے خصوصی سہولتوں کا مطالبہ کرتے ہیں، تو یہ جمہوری مساوات کے اصول کے خلاف جاتا ہے۔ عوام اپنے نمائندوں کو اس لیے منتخب کرتے ہیں کہ وہ ان کے مسائل حل کریں، نہ کہ خود کو مراعات یافتہ طبقے میں شامل کریں۔

یہ حقیقت اپنی جگہ درست ہے کہ کسی بھی رکنِ اسمبلی یا کونسل کا ذاتی طور پر کھیل دیکھنا یا تفریح حاصل کرنا قابلِ اعتراض نہیں، مگر جب اس مقصد کے لیے ایوان کی کارروائی، حکومتی اثر و رسوخ اور اجتماعی دباؤ کا سہارا لیا جائے، تو یہ طرزِ عمل سنجیدہ سوالات کو جنم دیتا ہے۔ جمہوریت میں اختیار اور ذمہ داری کا توازن ہی نظام کی بنیاد ہوتا ہے، اور جب یہ توازن بگڑتا ہے تو اداروں کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو آئی پی ایل ٹکٹ کا یہ معاملہ محض ایک وقتی تنازع نہیں بلکہ ایک علامت ہے—ایک ایسے رجحان کی علامت، جس میں عوامی مسائل پسِ منظر میں چلے جاتے ہیں اور نمائندوں کی ترجیحات تبدیل ہوتی نظر آتی ہیں۔ اس صورتِ حال میں ضروری ہے کہ حکومت مکمل شفافیت کے ساتھ اس معاملے کی وضاحت کرے اور عوامی نمائندے بھی اپنے طرزِ عمل کا سنجیدگی سے جائزہ لیں۔

جمہوریت کی اصل طاقت عوام کا اعتماد ہے، اور یہ اعتماد اسی وقت برقرار رہ سکتا ہے جب اقتدار کا ہر فیصلہ عوامی مفاد کے تابع ہو۔ اگر ترجیحات ذاتی سہولت کی طرف جھک جائیں، تو نہ صرف اعتماد کمزور ہوتا ہے بلکہ جمہوری نظام کی بنیادیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے سمجھنا اور سنوارنا آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

haleemmansoor@gmail.com

'مدرسہ پالیسی میں تبدیلی، نظریاتی پسپائی یا عملی سیاست کی

(حافظ) افتخار احمد قادری

ہندوستان کی سیاست اپنے مزاج میں ہمیشہ یک رُخ نہیں رہی بلکہ یہ ایک ایسا پیچیدہ اور کثیر الجہت منظر نامہ ہے جہاں نظریات و مفادات، دباؤ اور عوامی ردِ عمل باہم گتھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ خصوصاً اتر پردیش جیسی وسیع و عریض ریاست میں جہاں ہر فیصلہ محض انتظامی اقدام نہیں بلکہ ایک وسیع تر سیاسی پیغام کا حامل ہوتا ہے وہاں حکومت کے کسی بھی قدم کو سطحی نگاہ سے دیکھنا فکری ناانصافی کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ دنوں میں مدرسہ اساتذہ کے تعلق سے لیا گیا فیصلہ ایک فلاحی اقدام نہیں بلکہ ایک گہری سیاسی معنویت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جو بدلتے ہوئے بیانیے، سماجی دباؤ اور حکومتی ترجیحات کے درمیان ایک نئی توازن سازی کی کوشش کو ظاہر کرتا ہے۔ اتر پردیش کی حکومت جس کی قیادت وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کر رہے ہیں ماضی قریب میں اپنی سخت گیر پالیسیوں اور بالخصوص اقلیتی اداروں کے حوالے سے ایک مخصوص نظریاتی موقف کے باعث مسلسل تنقید اور بحث کا مرکز بنی رہی ہے۔ ایسے میں ۲۲ ہزار مدرسہ اساتذہ کو دوبارہ نظامِ تعلیم میں شامل کرنے کا اعلان ایک غیر معمولی پیش رفت کے طور پر سامنے آیا ہے جس نے سیاسی مبصرین کو چونکا دیا اور عوامی حلقوں میں ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔ یہ معاملہ دراصل اس مرکزی اسکیم سے وابستہ ہے جس کا آغاز ۱۹۹۵ میں کیا گیا تھا جس کا مقصد مدارس میں صرف دینی تعلیم تک محدود رہنے کے بجائے جدید عصری مضامین کو شامل کرنا تھا تاکہ وہاں زیرِ تعلیم طلبہ کو بدلتے ہوئے زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ اس اسکیم کے تحت ہزاروں اساتذہ کو عارضی بنیادوں پر ملازمت دی گئی جو ہندی، انگریزی، سائنس، ریاضی اور سماجی علوم جیسے مضامین کی تدریس انجام دے رہے تھے۔ یہ ایک ایسا تجربہ تھا جس نے مدرسہ نظام میں ایک خاموش مگر مؤثر انقلاب برپا کیا کیونکہ اس نے روایتی اور جدید تعلیم کے درمیان ایک عملی پُل قائم کیا۔ تاہم جب ۲۴-۲۰۲۳ میں مرکزی حکومت نے اس اسکیم کی مالی اعانت اچانک بند کر دی تو اس کے اثرات نہایت سنگین صورت میں ظاہر ہوئے۔ ہزاروں اساتذہ یکایک بے روزگار ہو گئے، مدارس میں جدید مضامین کی تدریس کا سلسلہ تعطل کا شکار ہو گیا اور ایک ایسا تعلیمی خلا پیدا ہوا جس نے نہ صرف اساتذہ بلکہ طلبہ کے مستقبل کو بھی غیر یقینی بنا دیا۔ گزشتہ تقریباً ۲۶ ماہ تک یہ اساتذہ معاشی کرب اور ذہنی اذیت کے ایک کٹھن دور سے گزرتے رہے جہاں ان کی فریادیں سرکاری ایوانوں کی دہلیز پر بار بار دستک دیتی رہیں مگر شنوائی نہ ہو سکی۔ ایسے مایوس کن پس منظر میں ریاستی حکومت کا یہ حالیہ اعلان ایک امید افزا موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وزیر برائے اقلیتی فلاح دانش آزاد انصاری کی جانب سے یہ واضح کیا گیا کہ وزیر اعلیٰ نے اعلیٰ سطحی اجلاس میں یہ ہدایت دی ہے کہ ان اساتذہ کو مدرسہ تعلیمی نظام کے اندر ہی ایڈجسٹ کیا جائے۔ یہ ایک انتظامی ہدایت نہیں بلکہ ایک سیاسی اشارہ بھی ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت اب تعلیمی اور سماجی حقائق کو یکسر نظر انداز کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

یوگی آدتیہ ناتھ کا یہ بیان کہ ان اساتذہ نے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور انہیں ان کے حقوق سے محروم نہیں کیا جائے گا بذاتِ خود ایک قابلِ توجہ تبدیلی کی علامت ہے۔ یہ وہی حکومت ہے جس پر ماضی میں مدرسہ نظام کے حوالے سے سخت رویہ اپنانے کے الزامات عائد کیے جاتے رہے ہیں لیکن اب اسی حکومت کی جانب سے اساتذہ کی خدمات کا اعتراف اور ان کی بحالی کی یقین دہانی ایک نئے سیاسی بیانیے کی تشکیل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ سوال بہرحال اپنی جگہ موجود ہے کہ آیا یہ فیصلہ خالصتاً فلاحی جذبے کے تحت کیا گیا ہے یا اس کے پسِ پشت کوئی وسیع تر سیاسی حکمتِ عملی کار فرما ہے؟ کیونکہ سیاست میں فیصلے اکثر اصولوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ زمینی حقائق، عوامی دباؤ اور آئندہ انتخابی امکانات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیے جاتے ہیں۔ اتر پردیش جیسے حساس سیاسی خطے میں جہاں اقلیتی ووٹ ایک اہم عنصر کی حیثیت رکھتا ہے اس نوعیت کا اقدام یقیناً ایک مثبت پیغام دینے کی کوشش بھی ہو سکتا ہے۔ اساتذہ تنظیموں کی جانب سے اس فیصلے کا خیر مقدم اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ طبقہ طویل عرصے سے کسی عملی قدم کا منتظر تھا۔ اگرچہ انہیں ماضی میں جو معاوضہ دیا جاتا تھا وہ نہایت قلیل تھا مگر اس کے باوجود یہ ان کے لیے باعزت روزگار کا ذریعہ تھا اور سماجی وقار کا ایک سہارا بھی۔ اب جب کہ حکومت نے انہیں دوبارہ شامل کرنے کا عندیہ دیا ہے تو ان کے دلوں میں ایک نئی امید نے جنم لیا جو نہ صرف ان کی ذاتی زندگی بلکہ تعلیمی نظام کے لیے بھی سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم کا مسئلہ ایک تعلیمی بحث نہیں بلکہ ایک سیاسی و سماجی اور تہذیبی مسئلہ بھی ہے۔ اسے نظر انداز کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی دانشمندی۔ حکومت کا یہ حالیہ قدم اگر اخلاص اور تسلسل کے ساتھ نافذ کیا جاتا ہے تو یہ نہ صرف ہزاروں خاندانوں کی معاشی بحالی کا سبب بن سکتا ہے بلکہ مدرسہ نظام میں جدید تعلیم کے فروغ کے لیے بھی ایک مضبوط بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔ بالآخر یوگی حکومت کا یہ فیصلہ ایک ایسے دوراہے پر لیا گیا اقدام ہے جہاں سیاست و مصلحت، اصول و ضرورت اور بیانیہ و حقیقت ایک دوسرے سے ہم آغوش دکھائی دیتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ یہ قدم وقتی تسکین ثابت ہوتا ہے یا واقعی ایک دیرپا پالیسی میں ڈھل کر تعلیمی و سماجی افق پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ یقیناً اس معاملے کی تہہ میں اتر کر دیکھا جائے تو یہ حقیقت پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ یوگی حکومت کا یہ اقدام وقتی دباؤ کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسے دور کی علامت ہے جہاں سیاست اپنی روایتی سختیوں کے حصار سے نکل کر تدریجی طور پر عملیت پسندی کی جانب مائل ہو رہی ہے۔ آج کا ہندوستان نعروں، جذباتی خطابات اور یک رُخی پالیسیوں سے آگے بڑھ چکا ہے۔ یہاں ہر فیصلہ اپنی افادیت، عوامی اثرات اور سیاسی نتائج کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے۔ ایسے میں مدرسہ اساتذہ کی بحالی کا اعلان ایک ایسے بیانیے کو جنم دیتا ہے جس میں اختلاف کے ساتھ اعتراف اور فاصلوں کے باوجود ایک محدود نوعیت کی مفاہمت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ بلاشبہ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ گزشتہ چند برسوں میں مدرسہ نظام کو لے کر جو فضا قائم کی گئی اس نے نہ صرف تعلیمی اداروں کو بلکہ اس سے وابستہ لاکھوں افراد کے ذہنوں میں ایک بے یقینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ ایسے ماحول میں اگر وہی حکومت اساتذہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں دوبارہ نظام میں شامل کرنے کی بات کرتی ہے تو یہ ایک انتظامی لچک نہیں بلکہ ایک فکری مراجعت کا اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ گو کہ اس مراجعت کی حدود و قیود ابھی پوری طرح واضح نہیں تاہم اس کے اثرات سے انکار بھی ممکن نہیں۔

دورِ حاضر کی سیاست میں سب سے اہم عنصر عوامی تاثر (Public Perception) بن چکا ہے۔ حکومتیں اب صرف فیصلے نہیں کرتیں بلکہ ان فیصلوں کے ذریعے ایک خاص پیغام بھی ترتیب دیتی ہیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو یہ اقدام اقلیتی طبقے کے لیے ایک نرم گوشہ پیدا کرنے کی کوشش

کے طور پر بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب سماجی ہم آہنگی اور سیاسی توازن دونوں ہی آزمائش کے دور سے گزر رہے ہوں۔ یہ فیصلہ ایک طرف جہاں ہزاروں خاندانوں کے معاشی بحران کو کم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہیں دوسری طرف ایک وسیع تر سماجی بیانیے کو بھی معتدل بنانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پالیسیوں کی اصل قدر ان کے اعلانات میں نہیں بلکہ ان کے نفاذ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ اگر یہ فیصلہ صرف کاغذی کارروائیوں اور رسمی بیانات تک محدود رہ گیا تو اس کی تمام تر معنویت تحلیل ہو کر رہ جائے گی۔ لیکن اگر حکومت سنجیدگی کے ساتھ ایک واضح اور مؤثر طریقہ کار وضع کرتے ہوئے ان اساتذہ کو باعزت اور مستقل بنیادوں پر بحال کرتی ہے تو یہ نہ صرف ایک دیرینہ مسئلے کا حل ہوگا بلکہ ایک مثبت نظیر بھی قائم کرے گا۔ یہاں یہ سوال بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آیا اس اقدام کے ذریعے مدرسہ جدید کاری کے اُس خواب کو دوبارہ زندہ کیا جا سکے گا جو ایک عرصے سے تعطل کا شکار ہے؟ کیونکہ صرف اساتذہ کی بحالی کافی نہیں بلکہ ایک جامع تعلیمی پالیسی کی ضرورت ہے جو مدارس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے ان کی شناخت اور خود مختاری کو بھی برقرار رکھ سکے۔ اگر حکومت اس سمت میں سنجیدہ پیش رفت کرتی ہے تو یہ اقدام ایک وقتی ریلیف کے بجائے ایک انقلابی موڑ ثابت ہو سکتا ہے۔ مزید برآں اس فیصلے کو ہندوستانی جمہوریت کے اس وسیع تر تناظر میں بھی دیکھنے کی ضرورت ہے جہاں ہر طبقہ اپنی نمائندگی، اپنے حقوق اور اپنی شناخت کے تحفظ کے لیے کوشاں ہے۔ مدرسہ اساتذہ کا مسئلہ بھی اسی جدوجہد کا ایک حصہ ہے اور ان کی بحالی اس بات کا ثبوت ہو سکتی ہے کہ جمہوری دباؤ اور مسلسل جدوجہد آخر کار اپنے اثرات ضرور مرتب کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا سبق ہے جو نہ صرف اساتذہ بلکہ دیگر محروم طبقات کے لیے بھی حوصلہ افزا بن سکتا ہے۔ بالآخر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یوگی حکومت کا یہ فیصلہ ایک ایسے سنگم پر کھڑا ہے جہاں نیت و ضرورت، سیاست و سماج، بیانیہ و حقیقت ایک دوسرے میں مدغم ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے مستقبل کا دار و مدار اب اس بات پر ہے کہ آیا یہ اقدام وقتی سیاسی حکمتِ عملی کا حصہ ثابت ہوتا ہے یا واقعی ایک سنجیدہ اور دیرپا اصلاحی عمل کی بنیاد بنتا ہے۔ اگر یہ وقتی مصلحتوں کی نذر ہو گیا تو تاریخ اسے ایک اور ادھورا وعدہ قرار دے گی لیکن اگر اسے دیانت داری اور مستقل مزاجی کے ساتھ نافذ کیا گیا تو یہی فیصلہ ایک ایسے روشن باب کا آغاز بھی بن سکتا ہے جس میں تعلیم، انصاف اور سماجی توازن کی نئی داستان رقم ہو۔ لہٰذا! اس مرحلے پر سب سے زیادہ ضروری رویہ نہ تو جذباتی تحسین کا ہے اور نہ ہی مایوس کن بدگمانی کا بلکہ ایک باشعور اور محتاط انتظار کا ہے۔ ایسا انتظار جو نتائج کو پرکھے، عمل درآمد کا جائزہ لے اور اس بات کا تعین کرے کہ آیا واقعی یہ قدم ہندوستانی سیاست کے مزاج میں ایک مثبت تبدیلی کا پیش خیمہ بن سکا ہے یا نہیں۔ کیونکہ وقت ہی وہ کسوٹی ہے جس پر ہر فیصلہ اپنی اصل حیثیت میں نمایاں ہوتا ہے اور یہی وقت اس فیصلے کی حقیقی قدر و قیمت کا تعین بھی کرے گا۔

* کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش
(مضمون نگار معروف صحافی و تجزیہ نگار ہیں)

دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور کے مایہ ناز استاذ حضرت قاری رئیس احمد خان ۴۳ سالہ درخشاں خدمات کے بعد سبکدوش

چرہ محمد پور/فیض آباد (پریس ریلیز)

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، ضلع ایودھیا (فیض آباد) میں گزشتہ تقریباً ۴۳ برسوں سے علمِ دین کی شمع فروزاں رکھنے والے، استاذ الحفاظ و القراء حضرت قاری رئیس احمد خان صاحب ۳۱ مارچ ۲۰۲۶ کو اپنی طویل، درخشاں اور یادگار تدریسی خدمات مکمل کر کے بحسن وخوبی سبکدوش ہو گئے۔ اپریل ۱۹۸۳ سے شروع ہونے والا یہ بابرکت علمی سفر نصف صدی کے قریب محیط رہا، جس کے دوران آپ نے ہزاروں تشنگانِ علم کو قرآنِ کریم، علمِ قراءت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کی دولت سے مالامال کیا اور انہیں زیورِ علم و عمل سے آراستہ کیا۔

حضرت قاری رئیس احمد خان صاحب کی ہمہ جہت شخصیت علم، عمل، اخلاص اور کردار کا حسین امتزاج رہی ہے۔ آپ نے نہ صرف تدریس کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں بلکہ صحافت، تنظیمی و انتظامی امور اور سماجی و ملی رہنمائی میں بھی اپنی منفرد شناخت قائم کی۔ اہلِ علم و دانش نے بجا طور پر آپ کی ذات کو ”قلم، قراءت اور کردار کا حسین امتزاج“ قرار دیتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ آپ نے نسلوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی فکری و اخلاقی اصلاح میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

اسی سلسلے میں ضلع فیض آباد کے محکمہ اقلیتی فلاح و بہبود کی جانب سے وکاس بھون، فیض آباد میں ایک باوقار الوداعی و اعزازی تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں حضرت قاری رئیس احمد خان صاحب کے علاوہ دیگر دینی اداروں کے سبکدوش ہونے والے اساتذۂ کرام کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر ضلع اقلیتی فلاح و بہبود افسر نے معزز علماء کرام، جن میں حضرت علامہ مختار الحسن صاحب بغدادی (شیخ الحدیث، دارالعلوم نورالحق)، حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب قادری، حضرت مفتی ریحان الحسن صاحب نوری، حضرت مولانا شکیل احمد خان صاحب اور حضرت قاری عبدالوحید صاحب شامل تھے، کی موجودگی میں سبکدوش اساتذہ کی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں اعزازی ایوارڈ سے نوازا۔ یہ تقریب درحقیقت اہلِ علم کی عزت و قدر افزائی اور علمی خدمات کے اعتراف کی ایک روشن مثال ثابت ہوئی۔

مختلف علماء و مشائخ، اہلِ قلم اور دانشورانِ قوم و ملت نے اس موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے قاری صاحب کی سبکدوشی کو ”ایک عہد کا اختتام اور ایک نئے روشن دور کا آغاز“ قرار دیا۔

معروف اہلِ قلم بالخصوص ادیب شہیر حضرت مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی (ناظم تعلیمات دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر راجستھان) نے تحریر کیا کہ ”آپ کی تدریسی زندگی علم، اخلاق اور اخلاص کا حسین مرقع رہی ہے اور آپ کا فیض تاقیامت آپ کے شاگردوں کے ذریعے جاری و ساری رہے گا“۔

خوش فکر شاعر و ادیب ڈاکٹر کلیم قیصر نے اپنے تاثرات میں کہا کہ ”سبکدوشی خدمات کا اختتام نہیں بلکہ ایک نئی تعمیری زندگی کا نقطہ آغاز ہے“، جب کہ شیخِ طریقت حضرت علامہ محمد انصار رضا صاحب جامی برہان پوری نے آپ کی روحانی، علمی اور اصلاحی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ذات رشد و ہدایت کا مینار اور اخلاص و وفا کا روشن نمونہ ہے۔

اسی طرح اکابر اہلِ علم میں ادیبِ شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی بارہ بنکوی (شیخ الادب، جامعہ اشرفیہ مبارکپور)، حضرت مولانا مفتی محمد جنید احمد مصباحی رامپوری (استاذ، جامعہ اشرفیہ)، حضرت قاری ذاکر علی قادری (پرنسپل، مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ)، حضرت مولانا مفتی شمس القمر علیمی قاضی شہر: ایودھیا، حضرت مولانا محمد عرفان قادری (استاذ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ) حضرت قاری جلال الدین قادری (ناظم اعلیٰ، جامعہ اسلامیہ روناہی)، حضرت مولانا محمد سلمان رضا جامعی ازہری (وائس پرنسپل، جامعہ اسلامیہ روناہی) اور حضرت مولانا محمد عمار رضا حشمتی (ناظم اعلیٰ، دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف) نے تحریری، ٹیلیفونک اور بالمشافہ اپنے تاثرات میں قاری صاحب کی علمی، تدریسی، ملی اور سماجی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے موقر استاذ حضرت مولانا اشتیاق احمد قادری نے اپنے مفصل تاثرات میں آپ کی شخصیت کو ایک ہمہ گیر پیکر قرار دیتے ہوئے لکھا کہ آپ نے بطور معلم صرف علم ہی نہیں دیا بلکہ کردار سازی، دیانت، تقویٰ اور خدمتِ دین کا جذبہ بھی پروان چڑھایا، نیز آپ کی صحافتی بصیرت اور انتظامی مہارت بھی قابلِ تقلید ہے۔

معروف عالم و قلمکار حضرت مولانا محمد عباس مصباحی ازہری نے اپنے بلیغ انداز میں لکھا کہ ”آپ علم و قراءت کے گلستان کا تناور درخت، قلم و فکر کے افق کا روشن ستارہ اور اخلاق و محبت کا دلنشیں نمونہ ہیں“، جب کہ مولانا غلام غوث جامعی نے کہا کہ ”ایک شفیق استاد کی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاتیں بلکہ وہ رہتی دنیا تک نسلوں کی رہنمائی کرتی رہتی ہیں“۔

اسی موقع پر دیگر جید علماء و مشائخ میں بالخصوص حضرت مولانا فیاض احمد مصباحی اور مولانا غلام غوث جامعی سمیت متعدد اہلِ علم نے بھی اپنے تاثرات پیش کیے، جب کہ شعراء و ادباء میں استاذ الشعراء جناب رونق سلطان پوری، ڈاکٹر حمایت جائسی، خالد اعظم ٹانڈوی، طارق مصطفیٰ (مسقط، عمان) اور معظم ارزاں شاہی دوست پوری وغیرہ نے بھی اپنے منظوم و منثور کلمات کے ذریعے قاری صاحب کی خدمات کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔

دیگر اہلِ قلم میں شمیم احمد ضیائی نے آپ کی اصاغر نوازی اور حسنِ اخلاق کو نمایاں کرتے ہوئے کہا کہ ”آپ کی شفقت و محبت نے ہر دل کو مسخر کر لیا“، جب کہ حضرت مولانا محمد معصوم رضا اشرفی نے آپ کی خدمات کو دیانت، شرافت اور فرض شناسی کی اعلیٰ مثال قرار دیا۔

شعری انداز میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر حمایت جائسی نے کہا:

روشن چراغ چرہ میں قاری رئیس ہیں
پر کیف باغ چرہ میں قاری رئیس ہیں

جب کہ معروف شاعر مولانا ندیم سلطان پوری نے کہا:

خوش خلق نیک نام ہیں قاری رئیس خان
سرکار کے غلام ہیں قاری رئیس خان
اللہ کی طرف سے یہ انعام ہے ندیم
مقبول خاص وعام ہیں قاری رئیس خان

دیگر اہلِ قلم نے بھی آپ کی شخصیت کو ”نخلِ سایہ دار“ اور ”مشعلِ راہ“ قرار دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ آپ کی خدمات کا یہ تابندہ سلسلہ سبکدوشی کے بعد بھی مزید وسعت اور اثر کے ساتھ جاری رہے گا۔ اس موقع پر دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور کے جملہ اساتذۂ کرام، عملہ، طلبہ اور چرہ محمد پور و اطراف کے درجنوں معززین نے بھی اپنے محبوب استاذ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور اسے ادارہ کی تاریخ کا ایک یادگار باب قرار دیا۔ آپ کے تلامذہ کی جانب سے بھی اپنے محبوب استاذ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ چنانچہ حافظ و قاری مولانا محمد کونین نے کہا کہ آپ کی آواز میں تجوید کی حلاوت، اندازِ تدریس میں اخلاص اور شخصیت میں عاجزی و وقار ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہے اور آپ نے ہمیں قرآن پڑھنے کے ساتھ اس پر عمل کا جذبہ بھی عطا کیا۔

حافظ و قاری محمد عاقب جاوید نوری نے آپ کو ایک عظیم معلم قرار دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی علمِ دین کی اشاعت اور طلبہ کی تربیت میں صرف کی اور آپ کی خدمات ہر استاد کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

حافظ محمد دانش خان نے اپنے تاثرات میں کہا کہ آپ نے زنگ آلود ذہنوں کو سنوار کر انہیں علم و عمل کی روشنی عطا کی اور آپ صرف استاد نہیں بلکہ ایک شفیق باپ کی مانند ہیں جن کی تعلیمات ہمیشہ رہنمائی کرتی رہیں گی۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالحسن صاحب نوری نے کہا کہ ایک سچا استاد کبھی سبکدوش نہیں ہوتا اور امید ہے کہ قاری صاحب کا درس و تدریس اور قلمی خدمات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

آخر میں علماء و مشائخ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاری رئیس احمد خان صاحب کی گراں قدر دینی، علمی اور اصلاحی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، انہیں صحت و عافیت کے ساتھ طویل عمر نصیب فرمائے اور ان کے علم و فیض کو صدقۂ جاریہ بنائے۔

حقیقت یہ ہے کہ قاری رئیس احمد خان صاحب کی سبکدوشی محض ایک ملازمت کا اختتام نہیں بلکہ ایک ایسے روشن اور تابندہ سفر کا نیا موڑ ہے، جس کی کرنیں آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ بنی رہیں گی۔

نیپال اردو ٹائمز ادارتی ٹیم کی جانب سے حضور فخر القرا حضرت قاری رئیس احمد خاں حفظہ اللہ کی بارگاہ میں ۴۳ سالہ دینی خدمات پر مبارک باد پیش کرتے ہیں، حضرت قاری صاحب قبلہ نے اصاغر نوازی میں کبھی بھی کمی نہ کی نیپال اردو ٹائمز کے ساتھ ہمیشہ آپ کی دعائیں شامل رہی ہیں حضرت قاری صاحب قبلہ نے ہر شمارے پر قیمتی مشوروں کے ساتھ دعائیں دیتے رہے ہیں، گزشتہ شمارے پر حضرت نے اپنی دعاؤں سے پوری ادارتی ٹیم کو نوازا حضرت کا تاثر یہاں شامل کرنا میں باعث سعادت سمجھتا ہوں۔۔۔

تاثر بقلم رئیس القرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید الایام جمعہ مبارکہ کو نظر نواز ہونے والا ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز، نیپال --- قارئین کی بزم میں جب آتا ہے تو اہلِ بزم مطالعہ میں مصروف ہو جاتے ہیں،

ٹائمز کے معیاری مضامین، تفصیلی حالات سے عالمی آگاہی اور چنندہ شعراء کے کلام پڑھ کر ہم سب اپنی معلومات میں مزید اضافہ کرتے ہیں اور ٹائمز کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب علیمی نظامی اور ان کی پوری ٹیم کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے کہ مدیر موصوف اور ان کی ٹیم کو اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے جس سے یہ ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز دنیائے صحافت جو مقام بنا چکا ہے اس میں مزید اضافہ ہوتا رہے، اطلاع کے مطابق یہ ہفت روزہ اخبار ہر پڑھے لکھے شخص کی پہلی پسند ہے، مبارک ہو

محتاج دعا: قاری رئیس احمد خان
چرہ محمد پور فیض آباد
ضلع ایودھیا یوپی انڈیا

داغ۔غلامی کا

ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

ایک دعوتی محفل میں میرے اچانک داخل ہونے پر سب ہکا بکا رہ کر مجھے گورنے لگے اور ایک دوسرے کی طرف دزدیدہ نگاہوں سے میرے ماتھے پر لگے غلامی داغ کی طرف اشاروں کنایوں میں آگاہ کرنے لگے۔ سب حیرت زدہ ہو کر میرے ارد گرد جمع ہو کے غلامی داغ کے متعلق مجھ سے استفسار کرنے لگے۔ میں نے دم سنبھالا کچھ دیر تک چپ سادھ لی وہ میرا غلامی داغ جاننے کے لئے بے قرار ہوئے میں نے بھی حقیقت بیان کرنا غنیمت جانا اور ان کے سامنے یوں بیان کرنے لگا۔ "دیکھو بھائیو بہنو۔ میرے مالک کے لاتعداد غلام ہیں سب کو اس نے الگ الگ کام پر مامور رکھا مثلاً کسی کو اپنے غلاموں کو مناسب وقت پر نابود کرنے پر رکھا کسی کو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے پر رکھا الغرض سب کو الگ الگ عہدوں پر فائز رکھا ہے کچھ مدت تک میں بھی مالک کا فرمان بردار اس کے ہر حکم کی تعمیل میں زندگی گزارتا رہا مالک بھی میرے کام سے خوش مجھ پر مہربان رہا ایک بار ایسا ہوا کہ مالک کا کام انجام دے کر اچانک میری نظر ایک میلے کی طرف گئی جہاں کوئی شخص عوام کو بھڑکا رہا تھا کہ کیوں اس قدر غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو کبھی ان زنجیروں کو ڈھیلا کر کے دیکھو کہ دنیا کس قدر حسین ہے وہ سب دستیاب ہے جس کی تم کو چاہت ہے صرف ایک بار غلامی کی زنجیروں کو توڑ کے دیکھو عیش و عشرت کی زندگیوں سے روشناس ہو جاوگے میں بھی میلے میں گیا کچھ مدت تک میں بھی اس کی باتوں میں آگیا اور محسوس کیا کہ کسی حد تک صحیح بول رہا ہے اسے مجھ پر نظر پڑی تخلیہ میں بلایا اور اپنے کام میں پھنسانے کی پیش کش کی۔ میں نے جب چھان بین کی تو اصل میں وہ لوگوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلا کر اپنے جال میں پھنسا رہا ہے جب کوئی پھنستا تو نکلتا نہیں تھا یہاں عیش و عشرت ناچ نغمے فحش بے حیائی عروج پر رہی میں اس کے خلاف رہا اور اس کے کام میں روڑے اٹکانے لگا۔ مالک کے پاس پہونچنے میں مجھے بہت دیر لگی جہاں میرے مالک نے مجھے بھیجا تھا وہاں مجھے نہیں پایا تو نابود کرنے والے کو ٹوکا کہ تم نے میرے غلام کو نابود کر ڈالا۔ نابود کرنے والے غلام نے قسمیں کھائیں اور عرض کیا "آپ میرے سر الزام چڑھاتے ہیں ذرا اپنے اس غلام کو میلے میں تلاش کرو شاید رنگ رلیاں مناتا ہوگا" مالک کی نظر جب میلے پر پڑی اور مجھے دیکھا تو اپنے قاصد کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی میلے والے کو مجھے بھڑکانے پر زبردست ڈانٹ پلانے کا اپنے قاصد کو حکم دیا۔ مالک کا قاصد آتے ہی میلے والے پر برس پڑا اور کہا "تیری اتنی ہمت! تو نے مالک کے غلام کو اپنے نرغے میں کیوں پھنسایا" قاصد کی ڈانٹ پر میلے والا کہنے لگا "جب سے مالک کا یہ غلام یہاں آیا اس نے میرا جینا حرام کیا میرے ہر کام میں روڑے اٹکا رہا ہے ایک مہینے کی رخصت پر جاوں اور اپنا کام وزیر کے سپرد کروں تو یہ مالک کا غلام لوگوں کو میرے وزیر کے فتنے سے پہلے ہی آگاہ کرتا رہتا ہے میں لوگوں کو آٹھ بیس میں مبتلا کرنے کا سوچتا ہوں مالک کا یہ غلام لوگوں کو پہلے ہی آگاہ کرتا رہتا ہے۔ کبھی میں خطباء کو منبر سے گھسیٹنا چاہتا ہوں یہ غلام وہاں بھی روڑے اٹکا رہا ہے یہاں کے اخبارات اس کے جیب میں ہے اخبارات کے ذریعے یہ سب کو میرے منصوبہ کے بارے میں جانکاری دیتا ہے اخبار والے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان سب کا میرے خلاف چولی دامن کا ساتھ ہے اب مہربانی کر کے اسے یہاں سے واپس لے جایئے تاکہ میں بھی سکون سے اپنے منصوبے انجام دوں" میلے والے کی عرض داشت پر مجھے واپس بلایا گیا اور میرے ماتھے پر غلامی کا داغ ڈالا گیا تاکہ میں پھر سے نا بھڑکوں اور مالک کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جاوں "یہ ہے اصل حقیقت میرے ماتھے پر غلامی کے داغ کی۔

محفل میں موجود سب لوگ مجھے ہمدردانہ نگاہوں سے تکنے لگے اکثر آنکھیں آبدیدہ بھی ہوئیں اکثر زبانیں مرحبا سے گونج اٹھیں۔ ماجد مجید
کشمیر یونیورسٹی سرینگر

”محمد بن قاسم سے بہادر شاہ ظفر تک

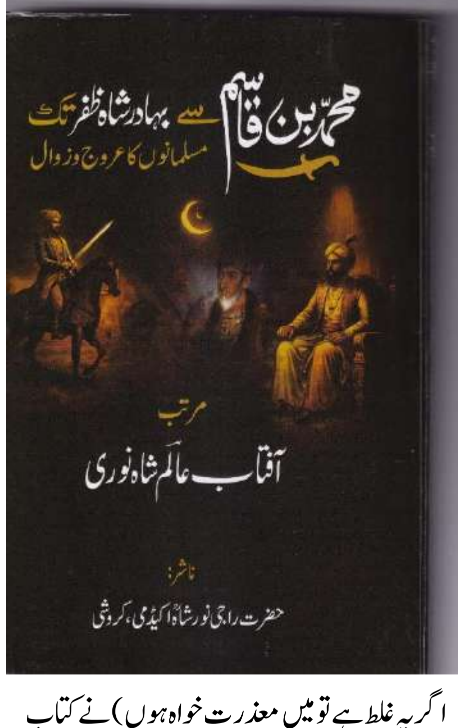

آج کے دور میں جہاں کتابیں کتب بینی یا کتابوں سے رغبت کا فقدان پایا جاتا ہے اور آج کل ادباء و شعرا جہاں پہلے سرقہ لگاتے تھے اب مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کے ذریعہ پہلے پہل کچھ شعر یا مضمون اور آگے چل کر غزل اور پھر ناول اور اسی طرح تاریخی معلومات کو یکجہ کرنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں ایک استاذ کو اپنے شاگردوں کی تاریخ سے لاعلمی نے اس قدر بے چین کیا کہ انہوں نے ایک تاریخی باب کو تاریخی کتاب کی شکل میں مرتب کرنے کی دھن پال لی۔ تقریباً ایک دہائی کی سوچ و فکر اور جد وجہد نے آفتاب عالم شاہ نوری کو ”محمد بن قاسم سے بہادر شاہ ظفر تک, مسلمانوں کا عروج و زوال“ رقم کرنے شرف حاصل ہوا۔ کتاب کو عام فہم صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ سرورق سادہ لیکن جاذب اور دلکش ہے۔ اور عنوان کو خوبصورت بنانے کے لئے کمپوٹر فائونٹ کا خوب استمال کیا گیا ہے (اردو کتابوں کے صفحہ اول پر یہ بہت کم ہی نظر آتا ہے) مصنفین صفحہ اول کو نیا رنگ دینے کے چکر میں عجیب عجیب حرکت کر جاتے ہیں لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں ہوا ہے جس پر میں آفتاب عالم صاحب کو دلی مبارکباد پیش کروں گا۔ عام کتابوں کی طرح اس کتاب کا آغاز کتاب کی مختصر تفصیلات پھر فہرست اور انتساب سے ہوتا ہے۔ مورخ (آفتاب صاحب کی کتاب پڑھنے کے بعد انہیں مورخ کہنا غلط نہیں ہوگا اگر یہ غلط ہے تو میں معذرت خواہ ہوں) نے کتاب کو اپنے ۸ سالہ محمد تمیم پٹیل زادے کے نام تابناک مستقبل کی خواہش کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ’اپنی بات‘ میں ۲۰۱۴ میں اپنی اسکول میں طلباء کے ساتھ پیش آئے اس واقعہ کو رقم کیا ہے جس نے آپ کو یہ کتاب رقم کرنے کی ترغیب دی۔ جہاں آپ نے کتاب کے مضامین کو یکجا کرنے سے آن لائن جمع کرنے تک کی تفصیلات سے آگاہ کروایا ہے۔ جو دوسروں کو تقلید کرنے کی سعی کرتی ہے۔ کتاب میں محمد بن قاسم کے تعلق سے غلط فہمیوں اور پھر راجا داہر پر حملے کی وجہ اس کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین سے لے کر بہادر شاہ ظفر اور پھر غدرِ ہند ۱۸۵۷ کی ہندوستانی واقعات سے بھرمار تاریخ کو بھرپور معلوماتی اور ٹھوس حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ آفتاب صاحب نے ایک ہزار سال کی مسلم حکمرانوں کی تاریخ کو اس طرح قلم بند کیا ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں ”آپ نے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ منیر احمد جامی صاحب جیسی شخصیت کے فکری و طلسماتی ادبی نکات اور مشوروں نے کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دئے ہیں۔ کتاب میں اردو کے دیگر مایہ ناز اور قابلِ احترام شخصیات نے اپنی آرا اور دعائوں سے آفتاب صاحب کی کتاب کو اور اہم بنا دیا ہے، جو دیگر قلمکاروں کے لئے قابلِ رشک ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب کتنی مستند اور معلوماتی ہے۔ کل ۱۸۴ صفحات پر مشتمل یہ تاریخی معلومات سے بھرپور خزانہ صرف ۲۴۰ روپیوں میں آفتاب صاحب سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کل ملا کر یہ کتاب صرف کتب خانوں کی رونق نہیں بلکہ اسکولوں کے نصاب میں شامل ہونے کے لئے بھی بالکل تیار مواد فراہم کرتی ہے۔ میں آفتاب عالم شاہ نوری صاحب کو اپنی جانب سے دلی مبارکباد کے ساتھ نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے اس کتاب کو خرید کر پڑھنے کی گذارش ضرور کرتا ہوں۔

دین سے دوری کے نقصانات

توسیم رضا امجدی علیمی

موجودہ زمانہ بظاہر ترقی، آسائش اور جدید سہولیات کا زمانہ ہے۔ انسان نے سائنسی میدان میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں، فاصلے سمٹ گئے معلومات کی دنیا ہاتھوں میں آگئی مگر اسی کے ساتھ ایک نہایت افسوسناک حقیقت بھی سامنے آئی کہ انسان اپنے خالقِ حقیقی اور دینِ متین سے دور ہوتا چلا گیا۔ یہ دوری محض عبادات سے غفلت تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے انسان کی فکر، کردار اور پورے معاشرتی نظام کو متاثر کیا ہے۔

آج اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ایک چیز نہایت تیزی سے پھیلتی ہوئی نظر آتی ہے، اور وہ ہے بے حیائی اور اخلاقی زوال، لباس میں بے پردگی، نگاہوں میں بے باکی، گفتگو میں فحاشی، اور سوشل میڈیا پر بے لگام آزادی یہ سب اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ انسان دین کی حدود سے نکلتا جا رہا ہے۔ حالانکہ اسلام نے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، مگر آج حیا کو قدامت پسندی سمجھ لیا گیا ہے۔

یہ بے حیائی دراصل دین سے دوری کا ایک واضح نتیجہ ہے۔ جب دل سے اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور آخرت کی جواب دہی کا تصور کمزور ہو جاتا ہے تو انسان ہر وہ کام کرنے لگتا ہے جو اس کے نفس کو پسند ہو، چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج گناہوں کو گناہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ فخر کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

دین سے دوری کا پہلا اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے رب سے کمزور ہو جاتا ہے۔ نماز جو مومن کی معراج ہے، اسے بوجھ سمجھ لیا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید جو ہدایت کا سرچشمہ ہے، اسے صرف طاقوں کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ جب اللہ سے تعلق کمزور ہو جائے تو پھر زندگی میں برکت، سکون اور اطمینان باقی نہیں رہتا۔

دوسرا بڑا نقصان اخلاقی پستی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ سچائی، دیانت داری، صبر، شکر اور عفو و درگزر جیسے اعلیٰ اوصاف مٹنے لگتے ہیں۔ ان کی جگہ جھوٹ، دھوکہ، حسد، تکبر اور خود غرضی لے لیتی ہے۔ یہی وہ بیماریاں ہیں جو فرد کو بھی تباہ کرتی ہیں اور معاشرے کو بھی۔

تیسرا نقصان خاندانی نظام کی کمزوری ہے۔ جب دین سے دوری بڑھتی ہے تو والدین اور اولاد کے درمیان احترام کم ہو جاتا ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور اعتماد کی جگہ شکوک و شبہات لے لیتے ہیں۔ نتیجتاً گھر جو سکون کا گہوارہ ہونا چاہیے تھا، وہ جھگڑوں اور بے چینی کا مرکز بن جاتا ہے۔

چوتھا نقصان معاشرتی بگاڑ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ جب ایک فرد دین سے دور ہوتا ہے تو اس کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔ چوری، بدعنوانی، ظلم، ناانصافی اور جرائم میں اضافہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں دین کی تعلیمات کو نظرانداز کر دیا جائے، وہاں کبھی بھی حقیقی امن قائم نہیں ہو سکتا۔

پانچواں اور نہایت اہم نقصان روحانی بے سکونی ہے۔ انسان جتنی بھی دنیاوی کامیابیاں حاصل کر لے، اگر اس کا دل اللہ کی یاد سے خالی ہو تو وہ ہمیشہ بے چین رہے گا۔ وہ خوشی تلاش کرتا رہے گا مگر اسے حقیقی سکون نصیب نہیں ہوگا، کیونکہ سکون صرف ذکرِ الٰہی میں ہے۔ مزید برآں، دین سے دوری انسان کو اس کے اصل مقصدِ حیات سے غافل کر دیتی ہے۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اسے ایک دن اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ یہی غفلت اسے آخرت کی دائمی ناکامی کی طرف لے جاتی ہے۔

اگر ہم بے حیائی کے پھیلاؤ کو ہی بطور مثال لیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب دین کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال دیا جائے تو معاشرہ کس طرح زوال کا شکار ہوتا ہے۔ بے حیائی نہ صرف فرد کے ایمان کو کمزور کرتی ہے بلکہ پورے معاشرے کی بنیادیں ہلا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حیا کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا ہے۔

ان تمام خرابیوں کا علاج صرف ایک ہے، اور وہ ہے دین کی طرف رجوع۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کریں، اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالیں، اور اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔ والدین اپنی اولاد کی دینی تربیت پر خاص توجہ دیں، اور معاشرے میں نیکی کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔

اخیر میں یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دین ہی وہ مضبوط سہارا ہے جو انسان کو ہر فتنے سے بچاتا ہے۔ اگر ہم نے دین کو مضبوطی سے تھام لیا تو دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی کامیاب ہو جائے گی، اور اگر ہم نے اسے چھوڑ دیا تو دونوں جہانوں میں خسارہ ہمارا مقدر بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

توسیم رضا امجدی علیمی

جوہرِ انسانی اور ادراکِ بندگی

رشحات قلم: غلام جیلانی قمر

خادم: مدرسہ عشقیہ ابوالعلائیہ
خانقاہ بارگاہِ عشق تکیہ شریف،
میتن گھاٹ، پٹنہ سیٹی، پٹنہ ۸

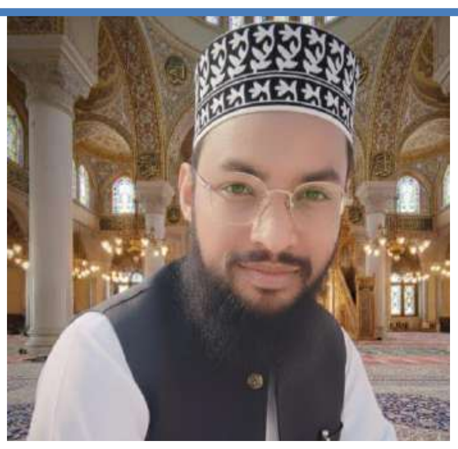

کائنات کی لامتناہی وسعتوں میں بکھرے ہوئے ان گنت مظاہرِ قدرت کے درمیان انسان ایک ایسا سربستہ راز ہے جس کی حقیقت کو پانے کے لیے عقلِ انسانی صدیوں سے سرگرداں ہے۔ اگر ہم چشمِ ظاہر سے دیکھیں تو انسان مٹی کے چند ذرات کا ایک مجموعہ، ہڈیوں اور گوشت کا ایک ڈھیر اور گردشِ لہو کا ایک نام نظر آتا ہے، لیکن اگر بصیرت کی آنکھ وا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مشتِ خاک کے اندر ایک ایسا جہانِ معانی پوشیدہ ہے جس کے سامنے کہکشاؤں کی رعنائیاں بھی ہیچ ہیں۔ بقول شاعر:

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے

تخلیقِ آدم کا وہ لمحہ جب اس مٹی کے پتلے میں روحِ الٰہی پھونکی گئی، دراصل مٹی کا وہ معراج تھا جہاں ایک فانی وجود کو لافانی مقصد سے ہمکنار کر دیا گیا۔ قرآنِ حکیم نے اس حقیقت مٹی کو نہایت بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے: { هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا } (اسی (اللہ) نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں آباد کیا۔)

مگر اس آبادی کا مقصد محض زمین کی سطح پر رینگنا یا حیوانی جبلتوں کی تسکین نہیں تھا بلکہ اس مٹی کو نورِ بصیرت سے منور کر کے اسے خلافتِ ارضی کے منصبِ جلیل پر فائز کرنا تھا۔ انسان کے وجود کی دوہری حیثیت ہی اس کی آزمائش کی بنیاد ہے۔ ایک طرف اس کا مادی بدن ہے جو زمین سے اٹھا ہے اور اپنی فطری کششِ ثقل کے باعث اسے ہمیشہ پستی، تعیش اور مادی آسائشوں کی طرف کھینچتا ہے، اور دوسری طرف اس کے اندر وہ روحِ ربانی ہے جس کا وطنِ اصلی عالمِ بالا ہے۔ علامہ اقبال نے اسی کشمکش کی ترجمانی یوں کی ہے:

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دلِ بے نیاز

جب انسان اپنی توجہ صرف مادی تقاضوں پر مرکوز کر لیتا ہے تو وہ اس مشتِ خاک کی قید میں محصور ہو کر رہ جاتا ہے، لیکن جب اس کے اندر ایمان کی رمق پیدا ہوتی ہے تو یہی خاک نورِ بصیرت میں ڈھلنے لگتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ٘ (۴) ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَۙ (۵) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍؕ (۶)

بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔ پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں بے حد ثواب ہے۔ یہ آیتِ کریمہ اس عظیم الشان ارتقاء اور تنزل کی وہ داستان ہے جو انسانی وجود کے ساتھ ازل سے وابستہ ہے۔ بلند مقصد اور ایمان وہ قوتیں ہیں جو انسان کو اس مادی پستی سے نکال کر اسے دوبارہ اس مقامِ محمود تک لے جاتی ہیں جہاں نوری مخلوق بھی اس کی عظمت کے سامنے سربسجود ہوئی تھی۔ نورِ بصیرت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنے وجود کی حقیقت اور اپنے خالق کے منشا کو نہ پہچان لے۔ دنیا کی رنگینی اور مادی چکا چوند اکثر انسان کی داخلی آنکھ پر غفلت کا دبیز پردہ ڈال دیتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے آپ کو محض ایک "معاشی حیوان" تصور کرنے لگتا ہے۔

لیکن وہ وجود جو نورِ بصیرت سے بہرہ ور ہو، وہ جان لیتا ہے کہ اس کی تخلیق کا اصل مقصد محض زیست نہیں بلکہ بندگی ہے: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ } (اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔) بندگی محض چند ظاہری رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ اپنی پوری زندگی کو مرضیِ الٰہی کے سانچے میں ڈھال دینے کا نام ہے۔ جب بصیرت بیدار ہوتی ہے تو کائنات کی ہر شے اللہ کی نشانی نظر آنے لگتی ہے: بصیرت وہ نور ہے جو انسان کو ظاہر کے سراب سے نکال کر باطن کی حقیقت تک رسائی عطا کرتا ہے اور اسے یہ سکھاتا ہے کہ اصل کامیابی مادی ڈھیر جمع کرنے میں نہیں بلکہ اپنے قلب کو کدورتوں سے پاک کرنے میں ہے۔ جب تک انسان کے دل میں اللہ کی معرفت کا چراغ روشن نہیں ہوتا، وہ اندھیروں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ حقیقی علم وہی ہے جو انسان کے اندر خشیتِ الٰہی پیدا کرے۔ قرآنِ کریم نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ:

(اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ(۱۹۰)

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔) یہاں عقل سے مراد وہ مادی سوچ نہیں جو صرف نفع و نقصان کا حساب لگاتی ہے، بلکہ وہ قلبی بصیرت ہے جو کائنات کے ذرے ذرے میں خالق کی صنّاعی کا مشاہدہ کرتی ہے۔ جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے، اس کی سوچ میں وسعت آ جاتی ہے اور وہ زمین پر قدم تو عام انسانوں کی طرح رکھتا ہے، مگر اس کی روح کا رشتہ ہمیشہ عرشِ بریں سے جڑا رہتا ہے۔ انسانی ارتقاء کا یہ سفر مشتِ خاک سے شروع ہو کر نورِ بصیرت کی ان منزلوں تک جاتا ہے جہاں موت بھی فنا نہیں بلکہ ایک نئے اور ابدی سفر کا عنوان بن جاتی ہے۔ اسی یقینِ محکم کی بنیاد پر مومن بڑے سے بڑے طوفان میں بھی کوہِ گراں کی طرح ثابت قدم رہتا ہے:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

پس ثابت ہوا کہ انسان کی اصل قیمت اس کے جسم کی نہیں بلکہ اس کے اس نور کی ہے جو اس کے باطن میں ودیعت کیا گیا ہے، اور یہی وہ جوہر ہے جو اسے اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز رکھتا ہے۔ جب تک یہ نور باقی ہے، انسان حقیقت میں زندہ ہے، اور جب یہ بجھ جائے تو انسان محض ایک متحرک لاش کے سوا کچھ نہیں۔

باادب نوجوان مضبوط معاشرہ

خامہ بکف محمد عادل ارریاوی

معاشرہ کی اصلاح ہم سب کی دیرینہ تمنا ہے معاشرہ کے ہر طبقہ کے ذہن میں یہ فکر سوار رہے کہ معاشرہ کی اصلاح کیسے ہو اگر معاشرہ میں سدھار لانا ہو تو سب سے پہلے اس کی شروعات اپنے گھر سے ہونی چاہئے، منقول ہے کہ خیرات گھر سے بٹتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گھر اور خاندان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، حتی کہ زکوۃ و خیرات دینا ہو تو اپنے قریبی لوگوں سے اس کی ابتدا کریں، یہی حال دعوت دین اور اصلاح معاشرہ کا بھی ہے، اگر ہر انسان اپنے گھر سے اصلاح معاشرہ کی فکر کرے تو اصلاح معاشرہ کی اس سے بہتر شکل نہیں ہو سکتی، اپنے گھر کی اصلاح سے غافل رہ کر معاشرہ کے بگاڑ کا رونا رونا معاشرہ کا سب سے بڑا بگاڑ ہے۔

معاشرہ انسانی زندگی کا بنیادی جزو ہے، اور اس کی مضبوطی کا انحصار اس کے افراد پر ہوتا ہے۔ اگر معاشرے کے افراد بااخلاق، باکردار اور باادب ہوں تو وہ معاشرہ ترقی اور کامیابی کی راہوں پر گامزن ہو جاتا ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتی ہے، اس لیے اگر نوجوان باادب اور بااخلاق ہوں تو ایک مضبوط اور مستحکم معاشرے کی تشکیل ممکن ہو جاتی ہے۔

ادب دراصل انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف انسان کے اخلاق کو سنوارتا ہے بلکہ اس کے رویے، گفتگو اور طرزِ زندگی کو بھی مہذب بناتا ہے۔ ایک باادب نوجوان اپنے والدین، اساتذہ، بزرگوں اور معاشرے کے دیگر افراد کا احترام کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اور معاشرتی اصولوں کی پابندی کرتا ہے۔ ایسے نوجوان معاشرے میں امن، محبت اور بھائی چارے کو فروغ دیتے ہیں۔

نوجوانی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جس میں انسان کے خیالات، عادات اور شخصیت تشکیل پاتی ہے۔ اگر اس عمر میں نوجوانوں کو ادب، اخلاق اور اچھے رویوں کی تربیت دی جائے تو وہ نہ صرف اپنی زندگی کو سنوار سکتے ہیں بلکہ پورے معاشرے کو بھی بہتر بنا سکتے ہیں۔ تعلیم اس حوالے سے نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیمی ادارے نوجوانوں کو صرف کتابی علم ہی نہیں دیتے بلکہ انہیں اخلاقی اقدار اور سماجی ذمہ داریوں سے بھی روشناس کراتے ہیں۔

باادب نوجوان معاشرے میں مثبت تبدیلی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ وہ برائیوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور اچھائی کو فروغ دیتے ہیں۔ وہ قانون کی پاسداری کرتے ہیں اور دوسروں کے لیے مثال بنتے ہیں۔ ایسے نوجوان معاشرے میں انصاف، مساوات اور رواداری کو فروغ دیتے ہیں، جس سے معاشرہ مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے۔

اس کے برعکس اگر نوجوان بدتمیز، بے ادب اور غیر ذمہ دار ہوں تو وہ معاشرے میں انتشار، بدامنی اور بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے والدین، اساتذہ اور معاشرے کے دیگر ذمہ دار افراد پر لازم ہے کہ وہ نوجوانوں کی صحیح رہنمائی کریں اور انہیں ادب و اخلاق کی تعلیم دیں۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک باادب نوجوان ہی ایک مضبوط معاشرے کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ اگر ہم اپنی نوجوان نسل کی تربیت پر توجہ دیں اور انہیں اچھے اخلاق اور ادب کا درس دیں تو ہم ایک مثالی، پرامن اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

اکثر یہ دیکھنے میں آیا کہ معاشرہ کی بگاڑ کی بنیادی وجہ گھر کا ماحول ہے، اگر گھر کے افراد صحیح ہوں تو معاشرہ کا صحیح ہونا ممکن ہے، قرآن کریم نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے بنیاد گھر کو بتایا ہے، قرآن نے ایک مسلمان پر صرف اپنی اصلاح کی ذمہ داری عائد نہیں کی؟ بلکہ اپنے گھر والوں، اپنی اولاد اپنے عزیز و اقارب اور اپنے اہل خاندان کو راہ راست پر لانے کی کوشش بھی اس پر ڈالی ہے اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے۔ وانذر عشیر تک الاقربین (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ قریبی اہل خاندان کو عذاب الٰہی سے ڈرائے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء کرام کی سنت یہی رہی ہے کہ انھوں نے تبلیغ کا کام اپنے گھر والوں سے کیا، آج جس تیزی کے ساتھ نئی نسل بے راہ روی کی طرف بڑھ رہی ہے اس کا مؤثر علاج ہمارے گھروں میں ہونا چاہئے۔

آج ہمارے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کو زمانے کے بہاؤ پر چھوڑ چکے ہیں، اگر مسلمانوں میں اپنے گھر کی اصلاح کا خاطر خواہ جذبہ پیدا ہو جائے تو ان شاءاللہ بہت سارے گھر سدھر جائیں گے اور نئی نسل کی بھاری اکثریت راہ راست پر آجائے گی۔

اللہ ربّ العزت ہم سب کو توفیق عطا فرمائے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

8235703061

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383
+9779817619786
+91 7398 208 053

ملک العلما کوچنگ سینٹر کا فتح نامہ

دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں ۹، الجامعۃ الامجدیہ الرضویہ گھوسی مئو میں ۱۲ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد میں ہمارے ۲۰ طلبہ نے کامیابی حاصل کی

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

الحمد للہ رب العالمین! نہایت فرحت و مسرت کے ساتھ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ملک العلما کوچنگ سینٹر کے طلبہ نے مختلف مدارس میں شاندار کامیابی حاصل کر کے اپنے اساتذہ، والدین اور سینٹر کا نام روشن کیا۔ طلبہ نے جامعہ علیمیہ جمدا شاہی بستی، جامعہ امجدیہ گھوسی مؤ، اور ملک کے دگر مدارس میں کامیابی کا پرچم بلند کیا۔

اس طرح مجموعی طور پر ہمارے سینٹر کے طلبہ نے ہندوستان کے مختلف معیاری اداروں میں ۴۱ سیٹیں حاصل کیں جو کہ ایک عظیم کامیابی اور ہمارے تعلیمی معیار کا واضح ثبوت ہے۔

ہم دل کی گہرائیوں سے ان تمام کامیاب طلبہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ آپ حضرات نے ثابت کر دیا کہ اگر ارادہ مضبوط ہو، محنت مسلسل ہو اور نیت خالص ہو تو کامیابی قدم چومتی ہے۔ یہ کامیابی دراصل ان کی شبانہ روز محنت، اساتذہ کی مخلصانہ رہنمائی، اور والدین کی دعاؤں کا حسین نتیجہ ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مزید ترقی، علم میں برکت اور دین و دنیا میں سرخروئی عطا فرمائے۔

بظاہر ناکام ہونے والے طلبہ کے لیے حوصلہ افزا پیغام

میرے عزیز طلبہ! اگر اس مرتبہ آپ کامیابی حاصل نہ کر سکے تو ہرگز دل شکستہ نہ ہوں۔ یاد رکھیں کہ ناکامی، کامیابی کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے کامیاب افراد نے بھی ابتدا میں ناکامیوں کا سامنا کیا، مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔

یقین جانیے کہ آپ کی محنت ضائع نہیں گئی بلکہ یہ آپ کے تجربے میں اضافہ ہے۔ آج کی کمی کو پہچانیں، اپنی کمزوریوں کو دور کریں اور نئے عزم کے ساتھ دوبارہ میدان میں آئیں۔ یقین رکھیں کہ جو شخص ہمت نہیں ہارتا، وہی آخرکار کامیاب ہوتا ہے۔ اساتذہ آپ کے ساتھ ہیں، سینٹر آپ کے ساتھ ہے، بس آپ کو خود پر یقین رکھنا ہے۔ ان شاءاللہ آئندہ کامیابی آپ کا مقدر بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام طلبہ کو علم نافع عطا فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور انہیں دین اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا پکا خادم بنائے۔ آمین یارب العالمین

اس پر مسرت موقع پر اگر ہم سربراہ اعلیٰ، پرنسپل، اساتذۂ کرام جامعہ شمسیہ تیغیہ بڑہریا، نیز ذمہ داران جامعہ اور دیگر مخیرین عظام کا ذکر جمیل نہ کریں تو یہ صریح ناانصافی ہوگی۔ درحقیقت انہی حضرات کی شفقت آمیز نگرانی، مخلصانہ توجہ اور بے لوث محبت کا فیضان ہے کہ یہ علمی و تعلیمی کارنامہ منصۂ شہود پر آیا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے ان تمام اکابرین ملت کے شکر گزار ہیں اور بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں مزید ترقیات و برکات سے نوازے۔

(نوٹ: خواہش مند طلبہ پوسٹر میں دئے گئے نمبر پر رابطہ کر کے اپنے اور اپنے احباب کی تعلیمی لیاقت میں نکھار پیدا کرنے کے لیے ملک العلما کوچنگ سینٹر سے رابطہ کریں)

آمین بجاہ سید المرسلین
~رضی اللہ خان علیمی مصباحی*